رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ
اگست 2011ء

ماہنامہ المرشد

اللہ
رسول
محمد

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّھِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْھِمْ تِرَۃً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَھُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَھُمْ

(سنن الترمذی، باب ماجاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون اللہ)

حضرت ابوہریرہ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جس مجلس میں بیٹھ کر انسان نے اللہ کو یاد نہ کیا اور نبی کریمؐ پر درود نہ بھیجا وہ وقت، حال اور جگہ اس کے لئے وبال جان بن جائے گا پھر اللہ چاہے تو اسے عذاب دے۔ چاہے تو معاف کر دے۔

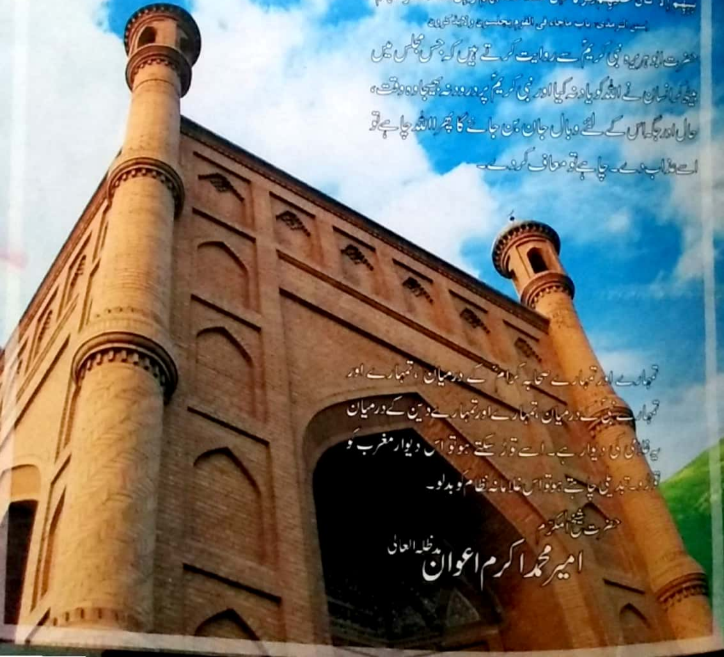

تمہارے اور تمہارے صحابہ کرامؓ کے درمیان، تمہارے اور تمہارے نبیؐ کے درمیان، تمہارے اور تمہارے دین کے درمیان یہ قزاقی کی دیوار ہے۔ اسے توڑ سکتے ہو تو اس دیوار مغرب کو توڑو۔ تبدیلی چاہتے ہو تو اس غلامانہ نظام کو بدلو۔

حضرت شیخ المکرم
امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

تصوف

سلاسل اولیاءاللہ اور طریقہ ہائے ذکر

سلاسل تصوف اولیاءاللہ سے ہمارے پاس مختلف طریقوں سے پہنچتے ہیں فیض وہی ہے محمد ﷺ کا۔ طریقہ ذکر یہ مقصد نہیں، یہ ذریعہ ہے اور ذرائع مختلف ہیں ذکر کرنے کا طریقہ کسی کا کچھ ہے، دوسرے کا اس سے قدرے مختلف ہے منزل ایک ہے، گویا رستے اپنے اپنے ہیں تو اس طرح سے ہم جس سلسلے میں منسلک ہوجاتے ہیں، ہم پہ ضروری ہوجاتا ہے کہ سارے آداب اسی سلسلے کے ملحوظ رکھیں، یہ درست نہیں ہے کہ کوئی طریقہ کسی سلسلے سے اڑالیں، کوئی کسی سے تو اس طرح سے گویا ہم نے کسی سلسلے سے کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور ہم ہر طرف سے کٹ کر رہ گئے تو جس طرح احکام ظاہر میں ہم مختلف فقہی مکاتب فکر میں ایک ہی مکتب فکر پر اعتماد کرتے ہیں، ان کی بات پہ عمل کرنا پڑتا ہے اسی طرح سے یہ معاملہ اس سے نازک تر ہے، طریقہ ہائے ذکر ذرائع ہیں اور مقصود تو صرف ذکر ہی ہے اور ذرائع کے استعمال میں اپنے ہی سلسلے پر اعتماد کریں گے ورنہ فیض کسی بھی جگہ سے نہیں ملے گا۔

بانی حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ماہنامہ المرشد

اگست 2011ء رمضان المبارک 1432ھ

جلد نمبر 32 | شمارہ نمبر 12

مدیر محمد اجمل

سرکولیشن منیجر: محمد اسلم شاہد

قیمت فی شمارہ 35 روپے

PS/CPL#15

فہرست

اداریہ	ابوالاحمدین	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوال شیخ	انتخاب	5
یوم آزادی پر بیان	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	7
مصدر فیض	عبدالقدیر اعوان	18
لیلۃ القدر پر بیان	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	20
ایک لاکھ نو مسلم گورے	اوریا مقبول جان	30
ماہانہ اجتماع پر بیان	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	32
من الظلمت الی النور	سید راشد علی	41
مسائل السلوک	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	44
Anointment of The Universal Mercy-saws		54
HAZRAT JI-rua's DEBATING ERA		56

www.owaisiah.com/www.naqashbandiahowaisiah.com

بدل اشتراک

پاکستان	350 روپے سالانہ
بھارت، نیپال، بنگلہ دیش	1200 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ، یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
کینیڈا، آسٹریلیا	60 امریکی ڈالر

انتخاب جدید پریس 0423-6314365 ناشر۔ عبدالقدیر اعوان

سرکولیشن و رابطہ آفس: ماہنامہ المرشد 17 اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔
Ph:042-35182727, Fax: 042-35180381, email: monthlyalmurshed@gmail.com

مرکزی دفتر: دارالعرفان ڈاکخانہ نور پور ضلع چکوال۔
Ph: 0543-562200, Fax: 0543-562198, email: darulirfan@gmail.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرزِ تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

عدالت صحابہؓ کا ثبوت

انہوں نے قرآن کو براہ راست حضور اکرم ﷺ سے سنا، سیکھا، سمجھا اور پھر آپ کے سامنے اس پر عمل کر کے اپنے عمل کی صحت کی سند حاصل کی۔ صدیاں بیت گئیں۔ کفر کے ظلمت کدے سے اٹھنے والی ہر لہر ان ہی سے جا ٹکرائی مگر ہمیشہ کی طرح اپنا پاش پاش سر لے کر پھر انہی اندھیروں میں گم ہوگئی بلکہ بعض نادان دوستوں نے بھی اُن مقدس ہستیوں پر مقدمہ چلانا چاہا۔ ذرا غور تو فرمائیں کہ طبری اور کلبی گواہ ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معاذ اللہ ملزم اور آج کے محققین منصف پنجابی کی ایک مثال ہے "ذات دی کوڑ کرلی، شہتیراں نوں جپھے" یعنی اصل میں تو یہ چھپکلی ہے لیکن گھر کی چھت پر شہتیروں کو قابو کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر اس سب کے باوجود ان کی شان ویسی کی ویسی ہے، بے داغ ہے کہ خود قرآن کریم کی لازوال شہادتیں کسی کا کچھ بس نہیں چلنے دیتیں۔ جب یہاں تک بات درست ہوگئی تو اب بے شک ثابت ہوا کہ لاریب فیہ۔

عظمت صحابہؓ پر یہ لاریب گواہ ہے اور اس بات کا واضح ثبوت کہ مقام صحابیت خود ایک خصوصیت کا حامل ہے جو بجز صحبت رسول نصیب نہیں ہوسکتی۔ یہ کہنا کہ الصحابہ کلھم عدول کا کلیہ صرف احکام دین پہنچانے کی حد تک درست ہے ذاتی زندگی میں ان کا صالح ہونا اس سے ثابت نہیں۔ یہ ایسی بات ہے جسے عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ایک شخص بیک وقت بدکار بھی ہو اور راست باز بھی۔ پھر راست باز بھی ایسا کہ اللہ کا آخری کلام، اللہ کی مخلوق تک پہنچانے کا سبب اور ذمہ دار قرار پائے۔ معترضین کو حضرت ماعزؓ کی حکایت بطور ثبوت مل گئی مگر کاش اسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کی بجائے ان کی مثال کو توبہ کے حوالے سے مدح صحابہ میں بیان کیا جاتا جو اس کا اصلی مقام تھا۔ اور ایسے واقعات کی فہرست میں بھی تریسٹھ برسوں میں صرف دو واقعات ملتے ہیں۔ لہٰذا دین اور حقانیت دین کے زندہ ثبوت یہی معزز مقدس اور بزرگ ہستیاں ہیں۔

یوم آزادی اور نظریہ پاکستان

14 اگست 1947ء اور 14 اگست 2011ء میں ایک بابرکت مماثلت یہ بھی ہے کہ امسال یوم آزادی کی آمد وسط رمضان میں ہے جبکہ آج سے 64 سال پہلے آزادی کا اعلان ہوا تو وہ 27 رمضان المبارک کی متبرک رات تھی۔ اس مماثلت کو یکے از اتفاقات زمانہ کہہ کر نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ کوئی بھی اتفاق بغیر اذنِ الٰہی ممکن نہیں اور یہاں تو خصوصی عطاءِ باری کا معاملہ نظر آتا ہے۔ یہ عطاء مسلمانانِ برصغیر کی زبانوں پر جاری اِس نعرے کی سند قبولیت تھی' پاکستان کا مطلب کیا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔

برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے نظریہ پاکستان کو اس نعرہ کی صورت متعارف کرایا اور اسے قلب و روح میں سمو کر اپنی جدوجہد کا محور بنالیا۔ پاکستان ایک وجود ہے تو نظریہ پاکستان اس کی روح۔ قیام پاکستان کے کچھ ہی عرصہ بعد یہاں ایک اور نعرہ سنائی دیا' کمیونزم اور اشتراکیت لیکن نظریہ پاکستان کے مقابلے میں لینن اور کارل مارکس کے اس فرسودہ نظریہ کو پذیرائی حاصل نہ ہوسکی۔ اگرچہ اشتراکیت کے بعد اور بھی کئی نعرے سنائی دیئے یہاں تک کہ اب مغربی طرز کی سیکولر جمہوریت کا شوروغوغا ہے لیکن پاکستان کی بنیاد کی حیثیت سے نظریہ پاکستان کبھی بھی متنازعہ نہیں رہا۔ یہ مسلمانانِ پاکستان کے دل کی آواز ہے لیکن اقتدار کی باگ ڈور اکثر جن ہاتھوں میں رہی ان کی ترجیحات میں نظریہ پاکستان کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ ان کو مسند اقتدار پر بٹھانے والے بھی وہی مسلمان ہیں جن کا تشخص صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ سے وابستہ ہے۔ ایمان اور عمل کے درمیان اس منافقانہ تضاد کے نتیجہ میں اب یہی مسلمان مکافاتِ عمل کی چکی میں بری طرح پس رہے ہیں اور پستے رہیں گے جب تک اربابِ اقتدار کے مابین مفادات اور لوٹ کھسوٹ کی جنگ سے خود کو الگ نہ کرلیں اور نظریہ پاکستان کے نفاذ کے لئے تمام اختلافات سے بالاتر ہو کر 1947ء جیسی ایک نئی تحریک کا آغاز نہ کریں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ جس شخص کا جزوایمان ہے' وہ اپنی ضروریات کے لئے صرف رب العالمین ہی کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کے سوا ہر الٰہ کی نفی کر دیتا ہے اور اس کے دل میں اللہ کی ناراضگی کا خوف تو رہتا ہے لیکن کسی سپر پاور کی ناراضگی پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتی۔ پاکستان میں اگر نظریہ پاکستان زندہ ہے تو یہی اس کے بقا کی ضمانت ہے۔ الحمدللہ کہ ہندوستان کی ثقافتی یلغار اور دنیا کی واحد سپر پاور کی دھمکیوں اور ڈالر کی چمک کے باوجود نظریہ پاکستان اب بھی ہمارا جزوایمان ہے۔ ہمارا سواداعظم مغربی فکر کے دریوزہ گر طبقات کی تمام تر 'روشن خیالی' کے باوجود اس نظریہ پر متفق ہے کہ پاکستان کی حفاظت کے لئے اس کی بنیاد کی حفاظت بھی ضروری ہے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر قائم ہے۔ افواج پاکستان میں بھی یہ فکر موجود ہے۔ جس کا اظہار حالیہ دنوں میں سوات میں افواج پاکستان کے منعقد کردہ سیمینار میں اعلیٰ کمان نے کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس فکر کو اب عملی جامہ پہنایا جائے کہ ہماری آزادی اور بقاء دراصل اس فکر کے عملی نفاذ سے ہی وابستہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ نہ صرف ہمارے دلوں میں بلکہ ہمارے ایوانِ حکومت میں، ہماری پارلیمنٹ میں، ہماری عدالتوں میں، ہمارے دفاتر میں، ہمارے تعلیمی اداروں میں، ہماری صلح و جنگ میں، ہمارے رہن سہن اور نشست و برخاست میں نظر آئے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ ہر سال یوم آزادی کو بطور ''یوم نظریہ پاکستان''
منایا جائے تاکہ نئی نسل کے دل اس کے امین بن سکیں۔

ابوالاحمدین

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردسفر
نشان منزل
کون سی ایسی بات ہوئی ہے
سوچ سمندر
متاع فقیر
آس جزیرہ
دیدہ تر

اس بارے میں ڈاکٹر اجمل نیازی لکھتے ہیں:

''اپنی آسودگی کے لئے وہ ذکر کرتے ہیں فکر کرتے ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں یہ ان کے فرصت کے لمحوں کی فراست ہے۔ فراغتوں کو فروغ دینے کیلئے یہ مشغلہ انہوں نے اختیار کیا ہے شاید وہ ریلیکس ہونا چاہتے ہیں تو شعر کہتے ہیں لوگ اس کام کے لئے تفریح کے کیا کیا سامان ڈھونڈتے ہیں مگر ملک صاحب کی تفریح بھی ترفع سے خالی نہیں ان کی شاعری ان کے اعلیٰ وارفع معمولات کا ایک ہلکا پھلکا روپ ہے ان کی شاعری کے علاوہ بھی کچھ ہے اس شاعری سے کچھ لینے کے لئے حضرت اکرم صاحب کے پاس کچھ دیر بیٹھنا بہت ضروری ہے پھر پڑھنے والوں کو ایک اور ہی لطف آئے گا۔''

غزل

نہ مل مجھ سے نہ اُلفت کا صلہ دے
نہ لکھ نامہ نہ تو عہد وفا دے

محبت کی نہیں تھی ہوگئی تھی
بھلاؤں کس طرح اتنا بتا دے

بتایا تھا کبھی تو نے مجھے یہ
تو دل کھولے تو دنیا کو جلادے

ترے دامن میں وہ برق تپاں ہے
جو قلب و ذہن کو شعلہ دکھا دے

کہاں ہے وہ تری اب بیقراری
وہ کیا افسوس جو شعلہ بجھا دے

سنا ہے آج کل تو خوش بہت ہے
مگر اتنا فقط اتنا بتا دے

بھلائیں کس طرح وہ ساری یادیں
وہ منتر کیا ہے مجھ کو بھی سکھادے

تو کیا تو نے محبت کی تھی مجھ سے
ہوئی تجھ کو نہیں تھی؟ یہ بتادے

کہ ہے انسان کے بس میں ہمیشہ
بنائے خود عمارت خود گرا دے

بسائے نقش قدرت نے جو دل میں
بھلا سیماب کیسے وہ مٹا دے!

''کون سی ایسی بات ہوئی ہے'' سے اقتباس

اقوالِ شیخ

☆ دنیا کی دولت آپ کے لباس سے نظر آتی ہے، آخرت کی دولت ہمارے کردار سے جھلکتی ہے۔

☆ جنہیں فنافی الرسول نصیب ہو جائے ان کی تو لیلۃ القدر ختم نہیں ہوتی ان کی ہر شب، شب قدر ہی ہے کہ انہیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہے۔

☆ یہ میلے روز روز نہیں لگتے۔ بڑے کم لوگ ہوتے ہیں اور کم زمانوں میں ہوتے ہیں۔ بعد میں لوگ قصے کہانیاں لکھتے ہیں۔ پھر کیا فائدہ؟ فائدہ تو اس کو ہے جو وقت پر نعمت حاصل کرے۔ اس وقت الحمدللہ جو نعمتیں جو کیفیات اس دارالعرفان میں تقسیم ہو رہی ہیں میری نظر میں کوئی دوسری جگہ نہیں ہے جہاں یہ نعمتیں مل رہی ہوں، اس قدر مل رہی ہوں، اتنی آسانی اور فراوانی سے مل رہی ہوں۔

☆ قرآن حکیم کو جہاں سے بھی کھولیں، جب بھی ہدایت بیان فرماتا ہے تو ہدایت کا بنیادی سبب قلب کی روشنی دل کا نور اور دل کی اصلاح ہی کو قرار دیتا ہے اور گمراہی کا سبب دل کی تاریکی قرار دیتا ہے یہ وہ بنیادی نقطہ ہے جس پر قرآن حکیم کی ساری تعلیمات کا دارومدار ہے۔

☆ پوری اُمت میں صرف ابوبکر صدیق ؓ ایک ایسے شخص تھے جنہیں وصال نبوی ﷺ کا حادثہ برداشت کرنے کی قوت ملی اور ان پر جذب نہیں آیا۔

☆ قرآن حکیم نے عذاب الٰہی کی جو خطرناک ترین صورت ارشاد فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے پاس مال و دولت بھی رہے، طاقت و اقتدار بھی رہے لیکن اسکے دل پر مہر کر دی جائے۔

ذکر قلبی نصیب ہو جائے تو اتباع شریعت سے ہٹنا محال ہو جاتا ہے۔ جس طرح پیاس لگتی ہے پانی کیلئے، بھوک لگتی ہے کھانے کیلئے اسی طرح وجود میں اطاعت الٰہی کی طلب پیدا ہو جاتی ہے

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

طریقہ ذکر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ہر سانس کی آمد و رفت پر اس طرح گرفت ہو کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ قلب پر لگے۔ دوسرے لطیفے کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ دوسرے لطیفے پر لگے۔ اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں لطیفہ کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ اس لطیفہ پر لگے جو کیا جا رہا ہو۔ دیئے گئے نقشے میں انسان کے سینے، ماتھے اور سر پر لطائف کے مقامات بتائے گئے ہیں جن کا خیال کر کے ذکر کیا جاتا ہے۔

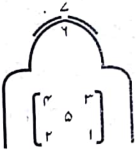

چھٹے لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پیشانی سے نکلے۔

ساتویں لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پورے بدن کے ایک ایک مسام اور خلیہ سے باہر نکلے۔

ساتویں لطیفہ کے بعد پھر پہلا لطیفہ کہا جاتا ہے جس کا طریقہ سب سے پہلے بیان ہوا ہے۔ ذکر کے دوران سانس تیزی اور قوت سے لیا جائے اور ساتھ ہی جسم کی حرکت جو سانس کے تیز عمل کے ساتھ خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔ پورا خیال رہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ توجہ قلب پر مرکوز اور ذکر کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

رابطہ: ساتوں لطائف کے بعد رابطہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ ساتویں لطیفہ کے بعد پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے اور پھر رابطہ کے لئے سانس کی رفتار کو طبعی انداز پر لا کر ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ عرش عظیم سے جا ٹکرائے۔

جمعۃ المبارک میں

یوم آزادی پر بیان

اگست 2010ء

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

حضرات گرامی آج کے جس دور میں زندہ ہیں یہ عجیب وحشتوں کا دور ہے انسان اوصافِ انسانی سے محروم ہوتے جا رہے ہیں اور درندوں والے اوصاف انسانوں نے اپنانے شروع کر دیئے ہیں۔ ہوتا یہ تھا کہ لوگ جنگلوں میں جانے سے ڈرتے تھے آبادیوں کی طرف رخ کرتے تھے، آبادیوں میں رہنا چاہتے تھے اب کسی کو آبادی میں جانا ہو تو ڈرتا ہے، جنگل میں جانا ہو تو خود کو محفوظ سمجھتا ہے۔ اب لوگ درندوں سے اتنے وحشت زدہ نہیں ہوتے جتنے انسانوں کی بستی میں جانے سے ڈرتے ہیں۔ اس ساری صورتحال کی کوئی دوا کوئی علاج بھی ہے؟ روزانہ لوگ قتل ہوتے ہیں، گھر جلتے ہیں، لاشیں گرتی ہیں اور ایک بڑی مانوس آواز جو ہمیں اچھی طرح یاد ہو چکی ہے وہ آواز آتی ہے ''نامعلوم قاتلوں نے قتل کر دیا'' یا ''نامعلوم لوگوں کے گھر جلا دیئے'' ''نامعلوم لوگوں نے گاڑی لوٹ لی''۔

بات سمجھ میں نہیں آتی اس ملک میں ہر فرد حکومت کے پاس رجسٹرڈ ہے، ہر شخص کے پاس شناختی کارڈ ہے، ہر ایک کے کارڈ کا ایک نمبر بھی ہے اگر ملک سے باہر جاتا ہے تو اس کے پاسپورٹ پہ باہر جاتے وقت مہر لگتی ہے باہر سے ملک میں داخل ہوتا ہے تو داخلے کی مہر لگتی ہے۔ بغیر حکومت کے نوٹس کے نہ کوئی باہر جا سکتا ہے نہ کوئی اندر آ سکتا ہے پھر یہ نامعلوم کہاں سے آتے ہیں جب ملک کا ہر شہری رجسٹرڈ ہے تو یہ نامعلوم کہاں سے آتے ہیں؟ بینک لوٹ لیا گیا، دکان لوٹ لی گئی، بازار صرافہ میں ڈاکہ پڑ گیا، گاڑی چھین لی گئی، بچہ اغوا کر لیا گیا، تاوان دے کر چھڑا کر لے گیا اور خود حکومت کے ارکان اور حکومت کے افسران اور اس کے کارندے اغوا ہو جاتے ہیں۔ رقم دے کر چھڑوائے جاتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ یہ کیا کر رہے ہیں؟ کیا یہ ملک آزاد ہے؟ مسلمانوں کا ملک ہے آپ کہتے ہیں اسلامی ملک ہے۔ کیا یہ سب اسلام ہے؟ پھر چپے چپے پہ اسلام کی ایک الگ تعبیر ہے اور اب تو یہ عالم ہے یہ صورتحال بن گئی ہے کہ ہر مسجد کا اسلام الگ طرح کا ہے اور بڑی عجیب بات ہے کہ مساجد کے اندر ایک عجیب طوفان ہے کہ اس مسجد والا اس مسجد کے نمازیوں کو کافر کہتا ہے اور اس مسجد والا اس کو کافر کہہ رہا ہے اور جو لوگ کسی مسجد میں نہیں جاتے وہ قدرے محفوظ ہیں پھر اس سے آگے بڑھ کر پورے ملک میں کوئی ایک مسجد ایسی نہیں جہاں آپ بندوق بردار پہرے دار کھڑے نہ کریں تو آرام سے نماز پڑھ سکیں کافر ملکوں میں ایسا نہیں ہے یہ وطن عزیز جسے اسلامی ملک کہا جاتا ہے جس میں اگر آنے والے بندوں کی تلاشی نہ لیں اور دروازے پر بندوق بردار نہ کھڑے کریں تو آپ آرام سے نماز نہیں پڑھ سکتے مَا کَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ (البقرہ:114) مسجد میں داخلے کے وقت تو اللہ کریم فرماتا ہے بندے کو لرزاں اور ترساں ہونا چاہیے کہ میں اللہ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں بہت بڑی بارگاہ میں حاضری کا وقت ہے عظمت الٰہی سے اِلَّا خَآئِفِیْنَ لرزاں اور

ترساں مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو پھر یہ کون لوگ ہیں جو بندوقیں لے کے آتے ہیں اور نمازیوں کو قتل کر کے چلے جاتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہے جو نا معلوم ہے اسلام کی حقیقی تعبیر ہے کیا؟ وہ بڑے درد سے کہا گیا تھا۔

یہ اُمت رسومات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

رسومات اور رواجات عجیب و غریب ہو گئے ہیں کہ آج شب برات ہے شب برات پہ کیا کرنا ہے وہی کچھ جو ہندو دیوالی مناتے ہوئے کرتے ہیں ہم بھی دیوالی منالیں۔ وہ پٹاخے چلاتے ہیں ہم بھی پٹاخے چلالیں وہ دیئے جلاتے ہیں ہم بھی کچھ دیئے جلائیں موم بتیاں جلائیں یہ طریقہ عبادت شب برات کا ہو گیا اور ہم تو اس سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ میں نے ٹیلی ویژن پر ہندوؤں کی دیوالیوں کے وہ تہوار بھی دیکھے ہیں کسی میں میں نے انہیں فائرنگ کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہم نے شب برأت پہ جی کھول کر فائرنگ کی لوگ مرے بھی، زخمی بھی ہوئے یہ ٹیلی ویژن یہ ہی بتا رہے تھے کہ ملتان میں بندہ مر گیا، عورت زخمی ہو گئی اور شب برات کی فائرنگ ہو گئی۔ یہ کون سا مذہب، کون سا دین، کون سا طریقہ عبادت ہے؟ اور یہ جو ہزاروں متفرق طریقے بن گئے ہیں ان میں سے اب ہم کیسے جانیں کہ اصلی والا کون سا ہے؟ ایک بڑی عجیب بات ہے دنیاوی معاملے میں، ہم مختلف رویہ رکھتے ہیں۔ ایک بازار میں کئی دکانیں ہوتی ہیں۔ ہزاروں دکانیں جوتوں کی ہیں، ہزاروں کپڑوں کی ہیں، ہزاروں دکانیں زیورات کی ہیں کسی کو کوئی دس روپے کی چیز لینی ہوتی ہے تو وہ دس گھنٹے گھومتا رہتا ہے اس دکان سے دیکھ اس دکان سے دیکھ کہ صحیح بھی ہو، مضبوط بھی ہو، خوبصورت بھی ہو، قیمت بھی مناسب ہو دین کے معاملے میں سادہ سا جملہ کہہ دیا جاتا ہے۔ جی بے شمار عقیدے بن گئے ہیں کچھ پتہ ہی نہیں چلتا لہٰذا چھوڑو۔ دنیا کے معاملے میں کوئی نہیں کہتا کہ پانچ سو دکان ہے اس بازار میں جوتوں کی۔ چلو جی خریدتے ہی نہیں، رہنے دیتے ہیں، دفع کرو جوتا خریدتے ہی نہیں ننگے پاؤں پھرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ پانچ سو میں سے اپنے مطلب کا تلاش کر لیتے ہیں۔ دین کے معاملے میں کہہ دیتے ہیں جی جگہ جگہ نئے عقیدے بن گئے ہیں چھوڑو، رہنے دو مذہب کو، پتہ ہی نہیں چلتا یہ سب کیا ہے؟ ایسی بات نہیں اللہ کا دین حق موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔ اللہ کی کتاب موجود ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد فرمایا ہوا ایک ایک لفظ مسلمانوں نے جانیں اور خون دے کر محفوظ رکھا ہوا ہے اور قیامت تک رکھے گا۔ قرآن کریم نے متعین کر دیا کہ مسلمان کون ہے فرمایا وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ایک طبقہ ہے مسلمانوں کا جو سب سے بازی لے گیا سب سے سبقت لے گیا اور سب سے اول سب سے آگے سب سے اونچے چلے گئے مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ اس میں دو لوگ ہیں ایک وہ لوگ جب حضور اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو وہ جانثار جو اتباع رسالت میں دنیا کی ساری نعمتیں، سارے رشتے، ساری دوستیاں، ساری جاگیریں، مال و دولت کاروبار سب ٹھکرا کر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مہاجر ہو گئے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے انصار کہا وہ لوگ جو مدینہ منورہ میں مہاجرین کے لئے چشم براہ تھے، انہوں نے دلوں کے دروازے بھی کھول دیئے اور گھروں کے دروازے بھی کھول دیئے فرمایا یہ دو مہاجر اور انصار تمام امت میں سب سے آگے سب سے فضیلت لے گئے۔ مہاجرین و انصار کے بعد، صحابہ کبار کے بعد قیامت تک وہ لوگ مسلمان ہیں وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ جنہوں نے خلوص دل سے ان کا اتباع کیا یعنی بعثت عالی سے لے

کر قیام قیامت تک مسلمانوں کے تین طبقے ہیں چوتھا کوئی طبقہ نہیں ہے۔ تین طبقے ہیں مسلمانوں کے مہاجرین وانصار اور صحابہ کے بعد قیامت تک آنے والے لوگوں نے جنہوں نے ان سے رہنمائی لی اور خلوص دل سے، صدق دل سے ان کا اتباع کیا عقیدے میں بھی، ایمان میں بھی، عادات میں بھی، اعمال میں بھی، کردار میں بھی، اس سے باہر کسی پر اسلام کا اطلاق نہیں ہوتا۔ صحابہ کی سیدھی سی صاف سی بات ہے۔ مکمل اتباع تو انبیاء کا فرض ہوتا ہے مطاع نبی ہوتا ہے صحابہ نبی تو نہیں تھے۔ لیکن قرآن حکیم نے عجیب شرط رکھ دی قیامت تک آنے والے جو لوگ ہیں وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ جن لوگوں نے ان کا اتباع اور پیروی کی اور فرمایا بِاِحْسَانٍ پورے خشوع و خضوع اور دل کے ساتھ پیروری کی وہی کامیاب ہیں۔ یا اللہ یہ نبی تو نہیں ہیں فرمایا نبی تو نہیں ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو فناء فی الرسول ہیں۔ فناء فی الرسول سے مراد کیا ہوتی ہے عقیدے، سوچ اور یقین سے لے کر کردار تک اتباع رسول اللہ ﷺ میں ڈھل جائے اور روز حشر جب حساب ہو اللہ کریم انبیاء سے سوال فرمائیں گے قرآن کریم میں موجود ہے عیسیٰؑ سے پوچھا جائے گا کیا آپ نے ان سے کہا تھا جو عیسائی کہلاتے تھے کہ میری اور میری والدہ کی پوجا کرو تو وہ فرمائیں گے یا اللہ میری زندگی تو تیرے سامنے ہے پھر تو نے مجھے اٹھالیا۔ جو کچھ میں نے کہا تو اس کا گواہ ہے یہ ان کی ایجاد کردہ ہے میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں اسی طرح تمام امتوں کی جب یہ شہادت ہوگی۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ کچھ امتیں انبیاءؑ کی تعلیمات کا ان کی شہادت کا انکار بھی کردیں گی یا اللہ تیرا نبی تیرے سامنے کہہ رہا ہے ہمیں تو یہ باتیں اس نے نہیں بتائیں آج بتا رہا ہے تیرے سامنے، دنیا میں تو ہمارے سامنے نہیں بتائیں اس وقت اُمت محمد ﷺ ان انبیاء کی طرف سے ان امتوں پہ گواہی دے گی کہ اللہ تیرے نبیوں نے تیرا دین پہنچانے کا حق ادا کردیا۔ اس پر کفار کہیں گے کہ یہ تو ہمارے عہد میں تھے ہی نہیں یہ گواہی دینے کیسے آگئے ہیں؟ اُمت محمد رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوگا کہ یہ تو اعتراض کرتے ہیں۔ وہ کہیں گے یا اللہ! صادق وامین تیرے نبی آخر الزمان ﷺ نے یہ باتیں بتائی تھیں۔ ہم تیرے نبی کے ارشاد پہ یقین رکھتے ہیں۔ کتاب نے یہ باتیں بتائیں تھیں کہ تیرے انبیاء نے تبلیغ کا حق ادا کردیا۔ تیرے رسول ﷺ نے وہ کتاب ہمیں دی تھی۔ لیکن یہ شہادت کب ہوگی؟ جب پہلے یہ شہادت قبول ہوگی ان لوگوں کے بارے فرمائیں گے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں یا کرتے ہیں اے میرے حبیب ﷺ! کیا یہ آپ ﷺ کی تعلیمات ہیں؟ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ اس طرح نماز ادا کرو، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ روزے کے یہ احکام ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نکاح طلاق اس طرح کرو۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ کاروبار اس طرح کرو۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ کاشتکاری اس طرح کرو؟ آپ ﷺ ہی نے فرمایا تھا کہ جنگ کے یہ اصول ہیں، صلح کے یہ قاعدے ہیں۔ یہ جو کچھ کرتے رہے ہیں یہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا؟ وہ بندہ گواہی دینے کے قابل ہوگا، حضور ﷺ قبول فرمائیں گے کہ یا اللہ اس نے جو کچھ کیا میرے کہنے پہ کیا۔

یہ میرا کہنا، نبیؐ کا ارشاد کہاں سے ثابت ہوگا؟ ہم نے حضور اکرم ﷺ کا زمانہ نہیں پایا آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے نہیں دیکھا۔ ارشاد عالی زبان مبارک سے سنا نہیں تو ہم تک کیسے پہنچا؟ موقع کے گواہ اور پہلے گواہ دین کے اور ایمان سے لے کر کردار تک کے پہلے گواہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے، کیسے پہنچی؟ روئے زمین پر ایک ہستی تھی محمد رسول اللہ ﷺ جس نے وحی سے قرآن وصول کیا، جب وحی آتی تھی کیا یہ صرف

اکیلے حضور ﷺ سنتے تھے یا کوئی دو چار صحابہؓ جو ساتھ بیٹھے ہوتے تھے وہ بھی سنتے تھے کوئی تو گواہ ہوں گے کہ ہاں یہی آیت نازل ہوئی فرمایا: ایسا نہیں ہوا صرف اللہ گواہ ہے اور اللہ کافی ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (الفتح:28) اللہ نے کہا میں گواہ ہوں کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں میرا نبی ﷺ جو کہہ رہا ہے یہ میں نے فرمایا ہے اس بات کا گواہ میں ہوں۔ ہم نے تو حضور سے بھی نہیں سنا۔ حضور کا ارشاد سچ ہے کہ اللہ کا حکم ہے لیکن ہم نے حضور ﷺ سے تو نہیں سنا۔ فرمایا حضور ﷺ سے سننے والے گواہ مہاجرین وانصار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت ہے۔ حضور ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی اس میں حکم ہے پوری حیات طیبہ میں کتنی آیات نازل ہوئیں، جن پر حضور ﷺ نے آیت مبارک سنوا کر صحابہ کرام سے پوچھا کہ آپ کیا سمجھے اس سے کیا مراد ہے؟ اور عرب کے فضلاء دنیا میں مانے ہوئے تھے۔ عرب باقی دنیا کو عجم کہتے تھے عجم کا معنی ہوتا ہے بے زبان جانور جو بات نہ کر سکتا ہو۔ عرب کہتے تھے کہ عربی میں وہ فصاحت اور عربوں میں علوم کی اور ادب کی اتنی مہارت ہے کہ باقی لوگ ان کے سامنے گونگے ہیں لیکن جب قرآنی آیت نازل ہوتی اور آپ ﷺ تلاوت فرماتے تو آپ نے کئی دفعہ استفسار کیا اس سے آپ نے کیا سمجھا؟ تو بڑے بڑے فضلاء جو اکابر صحابہ مسجد نبوی میں جلوہ افروز ہوتے تھے وہ عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ! اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔ زیادہ جانتا ہے آپ ہی فرمائیے اس سے مراد کیا ہے؟ کسی نے ترجمہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ آپ ﷺ کا منصب نبوت یہ تھا جس کے بارے ارشاد باری ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل:44) آپ ﷺ کا منصب عالی ہے لوگوں کو یہ بھی بتائیں کہ جو نازل ہوا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عقیدہ ایمان، آخرت فرشتے، جنت دوزخ، زندگی موت، مابعد الموت، حساب کتاب، آخرت، برزخ، ملائکہ، کتابیں انبیاء رسل یہ سب ایمان کا حصہ ہیں۔ ایمان کے بعد اعمال، اعمال دو ہیں۔ عبادات، معاملات جو معاملات اللہ کے ساتھ ہیں وہ عبادات کہلاتے ہیں روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات۔ عبادات بندے اور اللہ کے درمیان معاملات ہیں۔ معاملات جو لوگوں کے ساتھ ہیں وہ معاملات کی دوسری قسم ہے حقوق العباد۔ اللہ کے حقوق بندے پر بندوں کے حقوق بندوں پر ہمارا حق آپ پر آپ کا ہم پر کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اس قدر تعلیم فرمائی کہ بالآخر اللہ کریم نے سند عطا کر دی۔ آدم علیٰ نبینا علی الصلوٰۃ السلام سے لے کر آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے انبیاء ورسل آئے جتنے اصحاب وحی آئے جن پر کتابیں آئیں جن پر صحیفے آئے، بعض کے پاس کتابیں نہیں تو وہ پہلی کتابوں کا اتباع کرتے رہے کسی نبیؑ کو یہ سند عطا نہیں کی گئی کہ دین مکمل ہو گیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں تھا لہٰذا سند عطا کی گئی اللہ کی طرف سے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المآئدہ:3) تمہارا دین مکمل ہو گیا تم پر اللہ کے انعامات مکمل ہو گئے اور اللہ نے تمہارے لئے دین۔ اسلام کو پسند کر لیا اس دین کی شناخت کیا ہے؟ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ (التوبہ:100) صحابہ کرامؓ قرآن کے مثالی مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی تصویر مجسم ہیں۔ ان کا عقیدہ، ان کا عمل، گواہ ہے احکامات، رسالت پناہی کا، وہ حقیقی فناء فی الرسول ہیں۔ ایک حدیث ملتی ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّتِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُهْدِيِّيْنَ لوگو! تمہیں میری سنت کو اختیار کرنا لازم

ہے اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرنا لازمی ہے۔ (سنن ابن ماجہ صحیح 42 حدیث)۔ یارسول اللہ ﷺ آپ تو اللہ کے آخری نبی ہیں۔ خلفائے راشدین نبی تو نہیں ہیں فرمایا نبی نہیں ہیں لیکن فناء فی الرسول ہیں؟ جو کام یہ کریں گے ان کا ثبوت ان کے پاس میری ذات سے ہوگا اپنی مرضی سے نہیں کریں گے لیکن مسئلہ تو ہے چلو عقیدہ تو ٹھیک کرلیا صحابہ کی طرح اللہ توفیق دے ہوگیا ٹھیک ہے۔ عبادت بھی صحابہ کرامؓ سے لے لی، طریقہ صلوٰۃ بھی، روزہ بھی، حج بھی، زکوٰۃ بھی صحابہ کرامؓ سے لے لیا رسومات چھوڑ دیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن اب جب ہم دنیاوی معاملات میں آتے ہیں تو آج تو گلوبل ولیج ہے۔ میڈیا کا دور ہے آپ کسی جنگل میں بیٹھ کر بات کریں تو وہ چار سوز مین پہ پھیل جاتی ہے کہیں کوئی واقعہ آ جاتا ہے دنیا کافروں سے بھری پڑی ہے اہل کتاب ہیں، یہود ہیں، نصاریٰ ہیں مختلف مذاہب ہیں ہندو، سکھ، عیسائی ہیں بے شمار دنیا کے فرقے ہیں پوری دنیا ایک گاؤں بن گئی ہے ایک گاؤں میں لوگوں کو مل جل کر رہنا پڑتا ہے۔ لوگوں کا آدھا کاروبار یہاں ہے اور آدھا امریکہ میں ہے۔ کچھ یہاں سے چیزیں خریدتے ہیں برطانیہ کو بھیجتے ہیں۔ برطانیہ سے خرید کر جاپان کو بیچ رہے ہیں۔ دنیا ایک گاؤں کی مثال بن گئی ہے۔ تو اب ہم اس دنیاوی امور میں کیا کریں؟ یہ بڑا مشکل کام ہے کمال اور معجزہ محمد رسول اللہ ﷺ کا یہی ہے کہ دنیا چودہ سو سال بعد گلوبل ولیج بنی حضور نے اس زمانے میں جو کچھ کرنے کا ارشاد فرمایا وہ روئے زمین کے لئے فرمایا۔ حضور ﷺ کے ارشادات اور حضور ﷺ کی رہنمائی آج سے سوا چودہ سو سال پہلے گلوبل تھی اور فرمایا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اے اولادِ آدم تم زمین پر جہاں تک ہو اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (اعراف:158) میں میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ہوں اور تم سب کی رہنمائی میرا فریضہ نبوت ہے۔ اور جو حکم بھی ہے وہ عقیدے کے بارے ہے یا عمل کے بارے۔ وہ انٹرنیشنل لیول پر دیا اور بین الاقوامی سطح پر دیا اور چودہ صدیوں نے ثابت کردیا کہ روئے زمین پر جو اذان حضور نے کہنے کا حکم دیا چودہ صدیوں سے روئے زمین پر کہی جارہی ہے اس میں کوئی تکلیف پیش نہیں آئی جو روزہ حضور ﷺ نے مقرر فرمایا چودہ صدیوں سے روئے زمین پر رکھا جارہا ہے۔ کہیں تکلیف نہیں آئی۔ جو عبادات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائیں جو طریقے وضو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چودہ صدیوں سے زیرعمل ہیں اس پر اب بھی عمل ہورہا ہے لوگوں کی شکلیں مختلف ہیں، لوگوں کے قد مختلف ہیں، غذائیں مختلف ہیں، زمانے مختلف ہیں، تہذیبیں مختلف ہیں لیکن اعمال عبادات ایک ہیں اور ہورہے ہیں۔ کوئی مشکل نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے دنیا سے لاتعلقی نہیں کی 23 برس میں قرآن کریم نازل ہوا ہے اور مکمل ہوگیا اور حضور ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے صحابہ کرامؓ کی باری آ گئی وصال نبوی کے ٹھیک 23 برس بعد اس تئیس برس کے عرصے میں ہم دیکھیں تو مدینہ منورہ اور صحرائے عرب سے نکل کر صحابہ کرامؓ کے قدوم مبارک سری لنکا سے لے کر وسط ہندوستان تک افغانستان کو فتح کر کے چین کے صوبے تک اور سائبیریا سے لے کر افریقہ تک اور ہسپانیہ سے لے کر امریکہ تک ایک ریاست بن چکی تھی جو ریاست مدینہ کے تحت تھی جس کا امیر مسجد نبوی کا امام وخطیب ہوتا تھا اور اس ساری ریاست کے بنانے میں بھی وہی طریقہ کار تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا اور اس کے چلانے میں بھی وہی نظام رائج تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا آج کی دنیا تو آج گلوبل ولیج بنی اس زمانے میں جب گھوڑے اور اونٹ تیز رفتار سواری تھے انہوں نے اس زمانے میں دنیا کو گلوبل ولیج بنادیا۔ اور ان سے پہلے بھی حکومتیں رہیں کہا یہ جاتا

ہے کہ قانون اور اصول رومن ایمپائر نے سب سے پہلے انسانوں کو دیئے۔ کسی اور کا نام بھی لیا جاتا ہے رومن سے پہلے مجھے اب ان کا نام یاد نہیں۔ لیکن اکثریت کا خیال یہ ہے کہ انسانوں میں قوانین فیصلے اور ضابطے اور اصول اور لین دین اور جھگڑے اور عدالتیں یہ نظام رومن ایمپائر نے دیا ان سے پہلے جو بادشاہ ہوتا تھا جو جی چاہے کرلے انہوں نے کچھ اصول بنائے رومن ایمپائر جس نے اصول بنائے اس کے اصول کیا تھے؟ تماشا دیکھنے کیلئے بادشاہ اور امراء بیٹھ کر غریبوں پر بھوکے درندے چھوڑ دیتے تھے اور ان کی چیخیں سن کر لطف اندوز ہوتے تھے یہ اصول تھے عدالتیں بنائیں لیکن ملزم کو لب کشائی کی اجازت نہیں تھی اور وکیل کا کوئی تصور نہیں تھا۔ رومن عدالتوں میں صرف یہ ہوتا تھا کہ عدالت کے پاس جو شہادت پہنچی اس نے کہا اچھا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے یہ کیا ہے اس کی یہ سزا ہے۔ اب آج رومن کے حالات اٹھا کر دیکھیں انسانوں کو پکڑ کر غلام بنایا جاتا تھا۔ جانوروں کی طرح بیچے اور خریدے جاتے تھے اور ان کا کوئی انسانی حق نہیں ہوتا تھا۔ میاں! قانون تو دیا محمد رسول اللہ ﷺ نے جس میں ہر فرد کو حقوق ملے مسلمان کو ہی نہیں انسان کو حقوق ملے۔ زندہ رہنے کا حق غیر مسلم کو بھی ملا۔ آزادی رائے کا حق غیر مسلم کو بھی ملا۔ ملازمتوں میں حصہ غیر مسلموں کو بھی ملا۔ بچوں کی تعلیم غیر مسلم کو بھی ملی علاج معالجہ غیر مسلم کو بھی ملا۔ بحیثیت انسان انسانوں کو حقوق دے گئے۔ خلافت راشدہ کے بعد بادشاہتیں آئیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد بھی ہے میرے بعد خلافت راشدہ ہوگی اس کے بعد بادشاہ ہوں گے اچھے بھی ہوں گے بڑے بھی ہوں گے لیکن ایک بات آپ کو ماننی پڑے گی جن کو آپ اچھا نہیں کہتے نظام انہوں نے بھی وہی رکھا جو صحابہؓ نے دیا۔ اس کے بغیر حکومتیں نہیں چلیں پورا سو فیصد نہ رکھا۔ لیکن اسے سو فیصد رد بھی

نہیں کر سکے۔ اب ہمارا مسئلہ کہاں الجھا ہوا ہے ہم یہ نظام صحابہ کرام کا اور حضور ﷺ کا کیوں نہیں اختیار کر سکتے ہماری مصیبت کیا ہے؟ ہماری بد اعمالیوں نے ہمارے گناہوں نے اور حکمرانوں کی عیاشیوں اور آرام طلبیوں نے ہمیں یہ سزا دی کہ اللہ نے ہم پر کافر مسلط کر دیئے۔ اہل کتاب، برصغیر میں کم و بیش ہزار سال اور سات سو سال تو بغیر اختلاف کے سب مانتے ہیں کہ مسلمانوں کی حکومت رہی مسلمانوں نے برصغیر میں پوری کوشش سے وہ نظام رائج کیا جو صحابہ کرام کا عطا کیا ہوا تھا پھر ہماری بداعمالیاں کفار کو انگریز کو اٹھا لائیں، غلام ہو گئے آزادی چھن گئی انگریز جب آیا تو جو بات اس نے کہی میرے پاس اس انگریز لارڈ کی تقریر کا وہ ریکارڈ موجود ہے۔ جس نے یہاں سے جا کر برطانیہ کی پارلیمنٹ میں بیان دیا تھا۔ اس کا میرے پاس وہ اقتباس موجود ہے۔ جو مستند ہے۔ درست ہے وہ کہتا ہے کہ میں ہندوستان کے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک میں نے سفر کیا میں ہندوستان پھرا ہوں میں نے ایک گداگر نہیں دیکھا اور ایک چور نہیں دیکھا یعنی پورے برصغیر میں I saw no beggar no thief کوئی گداگر نہیں تھا کوئی چور نہیں تھا۔ کیوں؟ وہ کہتا ہے کہ اتنا خوشحال ملک تھا حالانکہ ملک عہد سکھا شاہی سے گزر چکا تھا۔ مسلمانوں کے بنائے ہوئے جو قوانین تھے۔ اس کے بعد خانہ جنگیاں ہوئیں۔ افراتفری رہی، راجپوتوں نے بغاوتیں کیں، سکھوں نے پنجاب پہ قبضہ کیا۔ ساری مصیبتوں کے بعد بھی لوگ اتنے خوشحال تھے کہ پنجاب سے مغربی سرحدوں تک اور ہمالہ سے دکن تک کوئی گداگر نہیں تھا کوئی چور نہیں تھا۔ وہ کہتا ہے چوراسی فیصد ان کا لٹریسی ریٹ ہے۔ چوراسی فیصد وہ لوگ ہیں جو تعلیم یافتہ ہیں۔ اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ کی ہے لہٰذا اس قوم پر حکومت نہیں کی جا سکتی اگر ہمیں اس قوم پر حکومت کرنی ہے تو

اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑنا ہوگی۔ اس کے ہاتھ پاؤں توڑنے ہوں گے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی اس کا نظام تعلیم ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کے قوانین اور ضوابط ہیں اس کا سارا نظام بدلنا ہوگا۔ اس کے دل میں یہ بات ڈالنی ہوگی کہ اسلامی احکام کمزور ہیں اسلام بھی اور مسلمان بھی کمزور ہیں اور یہ کہ مغرب بہت آگے ہے لہٰذا ہمیں بھی ایسا ہونا چاہیے ہمیں ان کی پیروی کرنی چاہیے اس بات پر آگئے تو ہمارے غلام ہو جائیں گے چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کا پورا نظام ہٹا کر الف سے ے تک ایک نظام بنایا جسے انگریزی میں کالونیل سسٹم یا سلیوری سسٹم کہتے ہیں غلاموں کے لئے محکوموں کے لئے قیدیوں کے لئے جن لوگوں کی آزادی سلب ہوگئی ان کے لئے وہ نظام انہوں نے تعلیم سے لے کر معیشت تک عدالت سے لے کر سیاست تک فوج سے لے کر پولیس تک اور دکاندار تاجر سے لے کر بڑے بڑے بینکوں تک سارے نظام الف سے ے تک تبدیل کر کے ایک نظام بنا دیا جو صرف غلاموں کے لئے تھا اور یہ نظام کم و بیش اٹھارہ سو بیس 1820ء کے لگ بھگ بننا شروع ہوا جب ان کا قبضہ برصغیر پہ مکمل ہو گیا اور اٹھارہ سو چھیاسی سے نوے تک 1886-1890ء تک ستر سالوں میں ایک ایک، دو، دو کر کے یہ قانون تبدیل ہوتے گئے اور نئے قانون بنتے گئے اور 1890ء کے بعد 1947ء تک یہ نظام ہم پر مسلط رہا ان کی حکومت رہی ہم غلام تھے اور وہ حاکم۔ اس دوران انگریز کے ڈیڑھ سو سالہ دور حکومت میں اگر کسی انگریز سے کوئی غلطی ہو جاتی اس کے خلاف یہاں رپٹ درج نہیں ہو سکتی تھی اگر وہ قتل بھی کر دیتا تھا تو یہاں پرچہ نہیں ہوتا تھا اس کے خلاف برطانیہ میں رپورٹ ہوتی تھی۔ اس لئے کہ وہ آزاد قوم کا فرد ہے۔ آزاد ملک میں اس کے خلاف کارروائی ہوگی وہ عدالتیں اس کا مقدمہ سنیں گی یہ غلاموں کی عدالتیں نہیں سن سکتیں۔

پھر اللہ کریم نے کسی کی سن لی اس کی رحمت ناپیدا کنار ہے۔ اس کو کوئی ادا پسند آ گئی ان کافروں سے ہماری جان چھڑا دی۔ ملک انگریزوں سے آزاد ہو گیا، پاکستان بن گیا۔ الحمدللہ، اللہ اسے ہمیشہ قائم رکھے۔

آزادی سے کیا مراد ہے؟ کل پرسوں پھر ہم نے چودہ اگست کو دھوم دھڑ کا کرنا ہے یوم آزادی منانا ہے سوچنا چاہیے کہ ہم کیسے آزاد ہوئے، کیا وہ غلامانہ نظام ختم ہو گیا، جو انگریز نے بنایا تھا؟ اب ہمارا آزادانہ نظام ہے؟ پٹہ بھی گلے میں وہی ہے، زنجیر بھی وہی ہے، کھونٹہ بھی وہی ہے، ہاتھ بھی بندھے ہوئے ہیں، پاؤں بھی بندھے ہوئے ہیں، گردن بھی کھونٹے کے ساتھ بندھی ہوئی ہے، کیسے آزاد ہیں؟ پہلا مالک چلا گیا تم آزاد اس لئے ہوئے کہ اگلا مالک آ گیا۔

مالک بدلنے سے تو آزادی نہیں آتی غلام غلام ہی رہتا ہے آزادی تو غلامی کے بدلنے سے آتی ہے گردنوں سے پٹہ اترنے اور ہاتھ کھول دینے سے آتی ہے۔ میں نہیں کہتا اسلام نافذ کرو۔ اسلام مسلمان کا اپنا مسئلہ ہے نہ کرو، اللہ نے توفیق دی ہے ہم یہ بھی آپ کا احسان مانتے ہیں کہ اسلام پر عمل کرنے پر حکومت نے کوئی پابندی تو نہیں لگائی۔ یہ بھی تمہارا بھلا ہے، اللہ نے توفیق دی ہم الحمدللہ ہر لحہ اسلام کی، اطاعت میں گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جہاں غلطی ہوتی ہے اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ گنہگار ہیں، خطا کار ہیں لیکن صدق دل سے کوشش یہ ہے کہ ہر عمل اتباع صحابہ کے مطابق ہو۔ نیکی کا دعویٰ نہیں ہے۔ خطا ہو جاتی ہے فرشتے نہیں ہیں اور اس سے اللہ سے معافی کے طلبگار ہیں ہم پر تو حکومت کا یہ بھی

احسان ہے کل سے یہ پابندی لگا دو کہ نماز نہیں پڑھو گے تو ہم تمہارا کیا بگاڑ لیں گے؟ اسلام نافذ نہ کرو امریکہ میں اسلام نافذ نہیں ہے یورپ میں اسلام نافذ نہیں ہے، سکینڈے نیویا میں اسلام نافذ نہیں ہے، لیکن لوگ آزاد قوموں کی طرح تو رہتے ہیں۔ لوگ آزاد ہیں ان کے حقوق ہیں، ان کو تحفظ حاصل ہے، ہر بچے کے لئے تعلیم لازمی ہے، بیماریوں کا علاج ہوتا ہے، زچہ اور بچہ کی نگہداشت ہوتی ہے، بے روزگاروں کو حکومت یا روزگار دیتی ہے یا بے روزگاری الاؤنس دیتی ہے، بے گھر لوگوں کو گھر بنا کر دیتے ہیں؟ یہ سب کچھ ہو نہیں رہا؟ اس لئے وہ قومیں آزاد ہیں یہاں ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے راولپنڈی سے لے کر لاہور تک موٹر وے بند کر دو کیوں؟ مالک نے گزرنا ہے آقا نے گزرنا ہے تم سڑک پر نہیں آ سکتے۔ شہر کی فلاں فلاں سڑکیں غلامو تمہارے لئے بند ہیں! آقاؤں نے گزرنا ہے! آقا شام کو کہتے ہیں میاں آج موڈ نہیں بنا آج نہیں جائیں گے، سڑکیں بند ہیں۔ یہ کون سی مخلوق ہے؟ ہم نے برطانیہ میں وزیروں کو وزیر تعلیم کو ہائی سکول کا معائنہ کرتے ہوئے دیکھا میں نے کینیڈا میں وزیر کو دکان سے سودا خرید کر گھر لے جاتے ہوئے دیکھا ان کا کوئی نخرا نہیں کوئی ٹور نہیں۔ ڈیوٹی کے بعد عام آدمی ہے دال روٹی خرید کر گھر جا رہا ہے۔ یہاں کس کی حکومت ہے کوئی آسمانی مخلوق اتر آئی ہے؟ میاں یہاں ہوا صرف یہ ہے کہ انگریز چلا گیا ملک کی باگ دوڑ چند خاندانوں کے ہاتھ میں آ گئی انہیں خاندانوں کے ہاتھ آئی جو ملک کے غدار اور انگریز کے وفادار تھے۔ میں منبر پہ بیٹھا ہوں میرے سامنے اللہ کی کتاب کھلی ہوئی ہے نہ مجھے کسی سے ڈر لگتا ہے اور نہ میں کسی پر بہتان لگا رہا ہوں یہ حقیقت ہے جو لوگ درباروں کے قریب تھے سر اور نواب کے خطاب یافتہ تھے۔ جن کو مربعوں سے نوازا گیا۔ جو لوگ انگریزی بارگاہ کے غلام اور قوم کے غدار تھے۔ جو انگریزوں کے کتے نہلاتے تھے اور اپنے ہم وطنوں پر کوڑے برساتے تھے۔ انگریز چلا گیا اکابرین قتل کر دیئے گئے اور اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آ گیا جو انگریز کے زمانے میں انگریز کی خدمت پہ ماموراپنی قوم پہ حکومت کیا کرتے تھے۔ آج تک الا ماشاء اللہ کوئی فوجی گھس آتا ہے تو وہ جب حکومت سنبھالتا ہے ادھر ادھر دیکھتا ہے پھر انہی کو پکڑ کر اپنے اردگرد بٹھا لیتا ہے۔ جتنے فوجی مارشل لاء آئے ان کی ملازمت تو سارے کرتے ہیں یہ سارے سیاسی خاندان کیا ان فوجیوں کے گرد جمع ہو کر حکومت کے مزے نہیں اڑاتے؟ جب وہ چلے جائیں تو کہتے ہیں بڑا چور تھا بڑا بدمعاش تھا یہ سارے نیک اور پارسا تھے جو اس کے عہد میں اس کی حکومت میں حصہ دار رہے اور وزارتیں بھی کرتے رہے اور حکومت بھی کرتے رہے کس فوجی نے فوجی گورنر بنائے اور فوجی وزیر بنائے اور فوجی پارلیمنٹ بنائی سارے یہی لوگ نہیں تھے؟ آج بھی یہی لوگ ہیں آج ہم کہتے ہیں اور ہمیں کہا جاتا ہے تم آزاد ہو یہ جھوٹ ہے ہم آزاد نہیں ہیں ہم غلام ہیں، ہم پر وہی انگریز کا بنایا ہوا سسٹم نافذ ہے وہی قانون نافذ ہے۔ Slavery سسٹم نافذ ہے ہم صرف غلام ہیں غلام ہیں اور صرف غلام ہیں۔ ہمارے ساتھ جھوٹ بولا جاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں اور پھر کہتے ہیں جلوس نہ نکالو۔ اگلے دن بھی مرکزی وزیر کا بیان تھا۔ کیوں نکالتے ہو؟ کیوں احتجاج کرتے ہو؟ بالکل ٹھیک کہا ہے غلاموں کو کیا حق ہے جلوس نکالنے کا؟ اس کی حیثیت یہ ہوتی ہے تازہ روٹی مل جائے کھا لے، باسی مل جائے کھا لے اور سلام کرے، جناب مہربانی! اسے کیا حق ہے کہ وہ احتجاج

کرے؟ ٹھیک کہتے ہیں وزیر صاحب لیکن وزیر صاحب یہاں جھوٹ بولتے ہیں کہ تم آزاد ہو۔حکومت کو چاہیے کہ لوگوں کو بتادے کہ تم غلام ہو۔ہم تمہارے آقا ہیں۔ ہمارے آقا انگریز اور امریکن ہیں۔تم غلاموں کے غلام ہو مالک کا نوکر ہوتا ہے نوکر کے آگے چاکر ہوتا ہے۔تم چاکر ہو۔انگریز کے جانے کے بعد تم ایک درجہ اور نیچے گر گئے ہو، کیوں احتجاج کرتے ہو؟

لوگو! احتجاج ہی کرنا ہے تو اس غلامانہ نظام کے خلاف کرو پھر یہ غلامی کا طوق گردن سے اتار دو۔تم نظام تعلیم اپناؤ جسے تم کہہ سکو یہ ہمارا آزادانہ نظام تعلیم ہے۔نظام معیشت اپناؤ جسے کہہ سکو یہ ہمارا بنایا ہوا نظام معیشت ہے۔عدالتی نظام اپناؤ۔آج تک تم پھانسی پہ چڑھا دیتے ہو زیر دفعہ 302 تعزیر پاکستان مجریہ 1836ء۔ بتاؤ یہ 1836ء میں کون سا تعزیرات پاکستان بنا تھا؟ اسی تعزیرات ہند کے ساتھ آپ نے تعزیرات پاکستان لگا دیا سارا الف سے لے کر ے تک نظام وہی ہے جو انگریز نے بنایا تھا اور وہ غلاموں کے لئے ہے اس میں آزادی کا تصور ہی نہیں ہے۔ جہاں حال یہ تھا کہ انگریز نے لڑنا ہے جاپانیوں سے، غلام تمہیں لڑنا پڑے گا۔انگریز نے ہٹلر سے لڑنا ہے مرو گے تم۔انگریز نے حملہ کرنا ہے مڈل ایسٹ میں مرو گے تم، کیا پڑا تھا مسلمانوں کو ہندوؤں کو سکھوں کو برما میں جا کر لڑنے کا، اور مڈل ایسٹ جا کر لڑنے کا، کیا ضرورت تھی وجہ یہ تھی کہ ہم انگریز کے غلام تھے انگریز پکڑ کے لے جاتا تھا ہم نے جبری بھرتیاں ہوتے دیکھیں یہاں ورلڈ وار میں زبرستی پکڑ کر لے جاتے تھے جو نہیں ہونا چاہتے تھے اسے بھی لے جاتے تھے کیوں؟ غلام تھے بھئی اور مٹی کی بوری جتنی قیمت مقرر کرتے تھے جس طرح مورچے میں ریت کی بوریاں رکھی جاتی ہیں ناں اس طرح تول کے لے جاتے تھے کہ یہ ایک گولی تو روکے گا اسے لے جاؤ اور وہاں کھڑا کر دو۔آج سے اس کی حیثیت کوئی مختلف ہے؟ کیا فوجی قانون کوئی بدل گئے جو انگریز کے تھے، آج سیاسی قانون بدل گئے ہیں جو انگریز نے دیئے تھے، معاشی نظام بدل گیا جو انگریز نے دیا تھا، تعلیمی نظام بدل گیا ہے جو انگریز نے دیا تھا؟ بھائی کچھ بھی نہیں بدلا آقا بدلا ہے پہلے انگریز آقا تھا اب مقامی چند خاندان ہمارے آقا ہیں اور وہ خاندان پاکستان سے پہلے بھی انگریز کے وفادار تھے آج بھی انگریز اور امریکہ ہی کے وفادار ہیں اور وہی انکا قبلہ ہے ہم ان غلاموں کے غلام ہو گئے ہیں احتجاج کرنا ہے تو آزادی کے لئے کرو۔اگر احتجاج کرنا ہے تو اس غلامانہ نظام کے خلاف کرو۔مطالبہ کرنا ہے تو نظام کی تبدیلی کا مطالبہ کرو۔اس نظام کو بدلو اگر اپنی تقدیر بدلنا چاہتے ہو۔تمہارے اور صحابہ کرام تمہارے اور تمہارے نبی کے درمیان، تمہارے اور تمہارے دین کے درمیان یہ غلامی کی دیوار ہے اسے توڑ سکتے ہو تو اس دیوار مغرب کو توڑو۔تبدیلی چاہتے ہو تو اس غلامانہ نظام کو بدلو۔کہ اللہ نے فرما دیا تھا فیصلہ کر دیا تھا۔ والسابقون الاولین میں مہاجرین والانصار ۔مہاجرین اور انصار السابقون الاولون صحابہ کرام کی مقدس جماعت اور قیامت تک جو خلوص دل سے ان کا اتباع کرلے گا۔یہ صرف نماز روزے میں نہیں ہے زندگی کے ہر شعبے میں جنگ، اور صلح کے اصولوں میں ہے قیام امن کے اصولوں میں ہے، اداروں کے بنانے میں ہے، عدالت میں ہے، حکومت میں ہے، ہر شعبہ زندگی میں جو خلوص دل سے انؓ کا اتباع کرے گا وہ اللہ کی رحمت کو پائے گا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ (التوبہ:100) اللہ ان سے راضی ہوگا اور انہیں اتنا دے گا کہ وہ کہیں گے بس یا اللہ اس سے زیادہ میری ہمت جواب دے گئی ہے میرے پاس اتنا ہو گیا ہے بس ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ (التوبہ:100) اور یہ بہت بڑی

کامیابی ہے اور یہ دنیا میں حاصل کی جاسکتی ہے مرنے کے بعد نہیں۔

لوگو ہم غلام ہیں، ہم پر غلامانہ نظام مسلط ہے اس غلامانہ نظام کی زنجیروں کو توڑو اللہ سے دعا کرو۔ اللہ ہمیں سمجھ بھی دے ہمت بھی دے ہمارے بڑوں کو بھی سمجھ دے دے کہ وہ خود بخود اس کو بدل دیں یہ غلامانہ نظام بدلے گا اور الف سے ے تک بدلے گا تب ہماری تقدیر بدلے گی تب ہم پوری طرح مسلمان بھی ہو پائیں گے ورنہ ہمارا اسلام بھی چوں چوں کا مربہ بن گیا ہے ہر چار قدم پر اس کی ایک الگ تعبیر ہے اور ہر جگہ ایک نیا فرقہ ہے اور ہر جگہ ایک دوسرے پہ گولی چلائی جارہی ہے کیوں؟ غلاموں کے کیا مذہب ہوتے ہیں جہاں یہ ایک گروہ اکٹھا ہو گیا اس نے ایک مذہب بنالیا۔ دوسرا گروہ اکٹھا ہو گیا اس نے ایک اور بنالیا۔ یہ غلامی کی ذلت ہمیں رسوا کر رہی ہے اللہ توفیق دے، سمجھ دے، شعور دے، ہمارے اہل علم کو بھی شعور دے، مجھے حیرت ان علماء سے ہوتی ہے جو اسی سیاست میں گھس کر اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ انگریز کے کالونیل نظام سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ گوبر سے مسجد کو لیپ کر پاک کر رہے ہیں دیکھو ان کا طریق کار، ان سمجھوتوں میں نصف پون صدی بیت گئی اب کم از کم یہ تو کرو کہ کچھ تبدیل نہیں کر سکتے تو اپنے آپ کو تو تبدیل کرلو۔ ملک کو نہیں تبدیل کرسکتے قوم کو نہیں تبدیل کر سکتے تو اس ساڑھے چار ہاتھ کے وجود کو تو تبدیل کرلو یاد رکھو ہر بندے کا قد اس کے اپنے بازو سے ساڑھے چار ہاتھ ہوتا ہے۔ ہر بندہ ساڑھے چار ہاتھ کا ہوتا ہے لیکن اس کے اپنے ہاتھ سے۔ یہ ساڑھے چار ہاتھ کا وجود جو آپ کے پاس ہے اس کو تو پاکستان بنادو۔ وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی اس پر چھاپ لگادو۔ یہ حلال کھائے یہ سچ بولے اور کسی کو ناحق قتل نہ کرے یہ اکابر صحابہ کرامؓ سے متقدمین سے علماء حق سے رہنمائی لے کر زندہ رہے۔ اگر کوئی ملک کی تقدیر نہیں بدل سکتا تو ساڑھے چار ہاتھ کے وجود کی تو بدل دو اتنا تو کرو۔ اسے تو اسلام آشنا کردو اور اگر ہم ایک ایک کر کے بدلنا شروع ہو جائیں "تو ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ"۔ قومیں افراد سے ہی بنتی ہیں اگر آپ نے ایک اپنی اصلاح کرلی تو سمجھیں کہ اگر ہم بیس کروڑ ہیں تو آپ نے پاکستان کے بیس کروڑویں حصے پر اسلام نافذ کردیا ایک ایک حصہ کرتا جائے تو انشاء اللہ تبدیلی آسکتی ہے لڑنا بھڑنا قتل و غارت گری مثبت تبدیلی کے اشارے نہیں ہوتے یہ عذاب الٰہی ہوتا ہے دوسرے کو مار کر قتل کر کے گھر جلا کر ایک دوسرے پر تباہی لاکر کوئی نہیں جیت سکتا۔ مرنے والا ہار جاتا ہے تو مارنے والا بھی ہار جاتا ہے۔ فساد اور فتنے میں سوائے تباہی و بربادی کے دنیا اور آخرت دونوں کو برباد کرنے کے کچھ نہیں ہوتا تبدیلی کی ابتداء اپنی ذات سے کرو ہو سکے تو اپنے متعلقین سے کرو جہاں تک ہو سکے جو کوئی تمہاری بات سنتا ہے وہاں تک کرو اس لئے کہ آقا کا ارشاد ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّۃٍ او کما قال رسول اللہ ﷺ تم سب میں سے کچھ نہ کچھ حکومت ہر ایک کے پاس ہے اس سے اس کی اپنی رعیت کے بارے پوچھا جائے گا۔ مولوی صاحب سے بھی، پیر صاحب سے بھی، مجھ سے بھی، دوسروں سے بھی۔ حکمرانوں سے سارے ملک کے افراد کے بارے پوچھا جائے گا۔ حکمران سے لے کر صوبے کے حکمران تک، گھر کے بڑے سے گھر کے افراد تک، کم از کم اپنا، اپنے بیوی بچوں کا اور اگر وہ بھی کہا نہیں مانتے تو اپنی ذات کا جواب تو دینا پڑے گا۔ ایک چھوٹا سا پاکستان ہی بنادو۔ دیکھو آج ہم کتنے جمع ہیں الحمد للہ حد نظر تک احباب تشریف رکھتے ہیں ہم سب مسجد میں بیٹھے ہیں کم از کم جتنے افراد یہاں جمع ہیں اللہ سے توفیق طلب کرو اللہ سے ساڑھے چار ہاتھ کے وجود کو تو پاکستان بنادے بن ہی جائے گا ورنہ کچھ نہیں ہوگا۔ نہ میں تمہارے کام آسکوں گا نہ تم میرے کام آسکو گے ہم دوسرے کی بھلائی صرف یہ کر سکتے ہیں کہ میں آپ کو

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا دین سکھاؤں کوئی بات میری سمجھ میں نہ ہو آپ مجھے سکھادیں ہم سب محتاج ہیں ان کے اتباع اور ان کی غلامی کے اور پیر اور امیر اور شیخ اور طالب کا رشتہ ہی یہ ہے کہ اسے حضور ﷺ کی سنت سے واقف کریں اور انؑ کے ارشادات اور عمل سے واقف کریں اور ان کے دل کا تزکیہ کریں خلوص نیت سے، روشن دل سے، صدق دل سے اُن کا اتباع کرے۔

اللہ کریم ہماری یہ عاجزانہ کوششوں کو قبول کرے ہمارے لوگ جلوس، جلسے شور کراتے پھرتے ہیں۔ بے چاروں کو پتہ ہی نہیں کہ ہماری منزل کیا ہے، ٹارگٹ کیا ہے، جو ہم نے حاصل Achieve کرنا ہے کبھی بجلی کے لئے جلوس نکالتے ہیں کبھی پانی کے لئے کبھی آٹا بند ہوگیا۔ میاں ساری کوشش ایک کام پہ لگاؤ کہ یہ غلامانہ نظام ختم ہوجائے۔ اگر یہ ختم ہوجائے تو ساری مشکلیں حل ہوجائیں گی انشاء اللہ۔ کیا ہماری قوم اتنی بانجھ ہوگئی ہے کہ ہم اس چلتے ہوئے نظام میں سے اپنے لئے کوئی نظام نہیں اختیار کرسکتے ہیں؟ کیسی عجیب بات ہے! یعنی کافروں کا بنایا ہوا غلامانہ نظام ہی رہے اور حکمرانوں کی تو اس میں موت ہے۔ آقا کی جگہ بیٹھے ہیں مزے اڑا رہے ہیں۔ انہیں اس نظام کو تبدیل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو غلاموں کو احساس غلامی ہوجائے تو بات ہے۔ حکمران آپ کو میٹھی گولیاں دیتے رہتے ہیں۔ تم آزاد ہو۔ چودہ اگست کو پریڈ کروادی کیا خاک آزاد ہیں؟ اپنے نصاب میں اسلام کا نام داخل نہیں کرسکتے، ہم آزاد ہیں؟ نظام عدل لازمی کرنے کے لئے امریکہ سے پوچھنا پڑتا ہے منظوری نہیں ملتی تو لڑ پڑتے ہیں نافذ نہیں کرسکتے یہ ہم آزاد ہیں؟ کھانا کھانے تک کے لئے تو ہمیں اجازت لینی پڑتی ہے کسی سے۔ آزاد کسے کہتے ہیں اس لئے میاں اپنا اصل مسئلہ سمجھو وہ سمجھے گا جو پہلے اپنے آپ کو آزاد کرے گا اپنے اس وجود پر پاکستان بنائے گا پھر اس پر حکومت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہو اور اس کا عقیدے سے لے کر عمل تک ڈھل جائے اتباع صحابہ میں، اتباع متقدمین میں، پھر اس نے تو پاکستان بنالیا اور عند اللہ کامیاب بھی ہوجائے انشاء اللہ۔ اللہ حفاظت فرماتا ہے جس طرح ابراہیمؑ کو آگ میں محفوظ رکھا زمانے کی ساری برائیوں میں جو دامن پیغمبرؐ تھام لیتا ہے اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سب سے زیادہ پرسکون زندگی اسی کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو نصیب فرمائے۔ ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ ان عاجزانہ کوششوں کو محنت کو شرف مقبولیت عطا فرمائے اور ہمارے اندر وہ مثبت تبدیلی آئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

دعائے مغفرت

۱۔ ملتان کے سلسلہ کے ساتھی حاجی محمد عاشق انتقال کرگئے۔
۲۔ اسلام آباد کے ساتھی عبدالوحید/عبدالنوید کی والدہ محترمہ انتقال کرگئی
۳۔ ملتان کے ساتھی عارف سہیل کے والد محترم انتقال کرگئے۔
۴۔ بورے والا کے ساتھی عبدالسلام کے والد محترم انتقال کرگئے۔
۵۔ واہ کینٹ کھوڑ میانہ کے ساتھی حاجی طارق محمود کی بیٹی انتقال کرگئی۔
۶۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے سلسلہ کے ساتھی شیر محمد انتقال کرگئے۔
۷۔ ملتان سے سلسلہ کے ساتھی محمد نواز قریشی کی بیٹی وفات پاگئی ہیں۔
۸۔ وہاڑی سے سلسلہ کے ساتھی عبدالسلام کے والد محترم
۹۔ لیہ سے سلسلہ کے ساتھی (ر) کیپٹن محمد زماں کی والدہ محترمہ
۱۰۔ ڈیرہ اسماعیل خان (پہاڑ پور) سے سلسلہ کے ساتھی حاجی شیر محمد وفات پاگئے ہیں۔

ساتھیوں سے ان سب کے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

مصدرِ فیض

عبدالقدیر اعوان

8-6-2011

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (العمران:31)

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور بنی نوع انسان کی ہدایت کا اتنا عظیم سبب فرمایا۔ معجزات نبوت میں قرآن کریم عظیم معجزہ ہے جسے رہتی دنیا تک راہ ہدایت دکھانے کے لئے اللہ پاک نے منتخب فرمایا۔

جب جب بات دین کے کسی پہلو پر ہوگی تب تب قرآن وسنت راہ ہدایت روشن کریں گے۔ انسانی مزاج ہے کہ لاکھ سمجھانے اور سمجھنے کے بعد بھی پھر ضرورت پیش آتی ہے کہ کوئی بیان ہو، بات ہو، تحریر ہو جو سمجھنے کے بعد پیدا ہونے والی سستی کو دور کر سکے۔ اللہ پاک سے اپنی غلطیوں اور انسانی کمزوریوں کی معافی طلب کرتے ہوئے اس خاص موضوع پر چند الفاظ تحریر کرنے جا رہا ہوں۔ چونکہ ترویج سلسلۂ عالیہ کی ذمہ داری میں بہت تجربات ہوئے جن میں یہ بھی ہے کہ انسان کفرانِ نعمت کا کیسے مرتکب ہوتا ہے۔

سورۃ ال عمران کی آیت نمبر 31 جو کہ حرف آغاز ہے کو دیکھیں اور رب العالمین نے جو قانون ارشاد فرمایا (چونکہ قرآن کریم قوانین باری تعالیٰ ہیں) اگر عمل عین اس کے مطابق ہو تو مفہوم کو پہنچے گی وگرنہ نہیں، کہ قُل 'فرما دیجئے اس مخلوق خدا کو کہ اِنْ كُنْتُمْ ان میں سے جو بھی تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ اپنے رب سے، اپنے خالق سے، اپنے مالک سے وہ اندازِ تعلق جو اس نے پسند فرمایا ہے، اپنے اور اپنے بندے کے مابین، اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے پاس فقط ایک راستہ ہے فَاتَّبِعُوْنِيْ آپ ﷺ کا اتباع کرے، آپ ﷺ کی پیروی کرے، آپ ﷺ کے حکم پر جان جوکھوں میں ڈالے۔ طلب تو دراصل رب العالمین تک رسائی کا ایک ذریعہ تھا مگر یہاں اجر اس سے بڑھ کر ہے يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اللہ اسے محبوب کر لے گا سبحان اللہ۔

نبی کریم ﷺ چونکہ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ ہی کی دعوت روز محشر تک آنے والے انسانوں کے لئے راہ ہدایت ہے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اللہ پاک کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں دین اسلام بطور توارث کے عطا فرمایا وگرنہ ہم کمزور آج کی برائی کی شدت کو پھلانگ کر شاید راہِ ہدایت تک نہ پہنچ سکتے۔ الحمدللہ۔ جو بھی عطا ہوا اس کا کچھ نہ کچھ بدلے میں ضرور ہوتا ہے۔ چاہے شکرانہ ہی ہو۔ اب یہ عطا رب العالمین کی اور ہم اس کی ادنیٰ سی مخلوق، شکرانہ بھی ادا کرنے کی سکت نہیں تو بدلہ کیا ہو۔ مخلوق خالق کو کیا بدلہ دے گی؟ یہ تو ممکن نہیں مگر وہ رحیم ہے کریم ہے اس نے ہمیں وہ اندازِ زندگی تعلیم فرمایا کہ جو اس کی عطا کا بدلہ نہیں مگر ہمیں اس قابل کرتا ہے کہ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (البقرہ:45) خشیت الٰہی کے حصول کے لئے ظاہری تعلیمات کے ساتھ فیوضات و برکات محمد ﷺ کی ضرورت ہے۔ حفاظت دین اسلام کا ذمہ مالک کل کائنات نے خود اٹھا رکھا ہے وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:9) تو سمجھ آتی ہے کہ فرائض نبوت کے دونوں پہلو چاہے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (جمعہ:2) سے متعلق بات ہو یا وَيُزَكِّيْهِمْ سے متعلق، قیام قیامت تک ہر چاہنے والے کو باہم میسر ہوں گے۔ ظاہری تعلیمات تحریری انداز میں ہم تک بہم پہنچ رہی ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ چاہنے والے کی ہر ضرورت پر رہنمائی میسر ہے۔ کیفیت خالق نے وہ شے بنائی ہے جو ضبط تحریر میں نہیں آ سکتی تو اس کا

قیامت تک ہر چاہنے والے تک پہنچانے کا انداز بھی انوکھا ہے۔ چونکہ کیفیت دل پر وارد ہونے والے حالات کا نام ہے تو اس کا تسلسل بھی اللہ پاک نے دلوں سے دلوں میں دے دیا ہے۔

حدیث جبرئیل میں دیکھیں تو باطنی پہلو کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہاں پر اسے درجۂ احسان کے نام سے بیان فرمایا گیا ہے۔ ''رب'' کی حضرت مدظلہ العالی جب تفسیر بیان فرماتے ہیں تو لکھتے ہیں۔ رب وہ ہستی ہے جو ہر ایک کی ہر ضرورت ہر لحظہ، ہر جگہ پوری فرمائے۔ درجۂ احسان میں رب ہے اور اس کے روبرو اس کی ادنیٰ سی مخلوق، دل میں ایمان و یقین کی وہ کیفیت پیدا ہو کہ انسان کو رب العلمین کے روبرو کردے درجۂ احسان کہلاتا ہے۔ ظاہری تعلیمات انسان کو ''اقرار بلسان'' تک پہنچاتی ہیں مگر ''تصدیق بالقلب'' تک پہنچانے کا کام باطنی تعلیمات کا ہے۔ ظاہری تعلیمات کے لئے بھی استاد بہت ضروری ہے مگر تعلیمات باطنی کی تو الف، ب بھی استاد کے بغیر سمجھ نہیں آسکتی۔ تو سمجھ آتی ہے کہ اکمل ایمان کے لئے کوئی روشن سینہ اشد ضروری ہے۔ روشن سینوں کے حاملین ہی صوفیاء کرام اور اولیاء اللہ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جو مخلوق خدا میں کیفیات محمد رسول اللہ ﷺ بانٹنے کے لئے سرگرداں رہتی ہیں اور آخری سانس کے ربط تک اس کاوش پر زندگی بسر فرماتی ہیں۔ اللہ پاک مشائخ سلسلۂ عالیہ کے درجات بلند فرمائے کہ سبب ہیں ہم گنہگاروں تک یہ عظیم کیفیات پہنچانے کے۔ خیر القرون میں جب شعبۂ تصوف بھی باقی دینی شعبہ جات کی طرح تدوینی مراحل سے گذرا تو ذکر اسم ذات میں وہ کیفیت حاصل کرنے کے لئے جو کہ ''وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا'' کے مترادف ہو بہت محنت اور مجاہدہ کرایا جاتا تا کہ سالک کے اندر روحانی استعداد پیدا ہو اور شرائط ایمان پر اکمل یقین پیدا ہوسکے۔ لمبا سفر ہے۔ اللہ پاک اس راہ کے عظیم مسافروں کی سعی قبول فرمائے۔ سلسلۂ نقشبندیہ کی ذمہ داری جب مشائخ عظام نے قلزم فیوضات حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے سپرد فرمائی تو اللہ پاک نے آپ کو روحانی منازل میں وہ بلندی عطا فرمائی کہ آپ مجدد فی الطریقت کہلائے۔ آپ نے ساری زندگی اس عظیم کام پر مرکوز فرمائی۔ احباب سلسلہ کو دربارِ رسالت تک آشنائی بھی دی اور ایک ایسا آشنا بھی تربیت فرما گئے کہ اللہ کی مخلوق کو درجۂ احسان بدرجہ طلب بانٹے جا رہا ہے۔ اللہ پاک حضرت مدظلہ العالی کو لمبی زندگی اور خوبصورت صحت عطا فرمائے۔

قانون قدرت کو دیکھیں تو بڑی سادہ اور واضح بات ملتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے تعلق اور اتباع ہی واحد راستہ ہے اللہ پاک کا محبوب بننے کے لئے، تو یہی انداز درکار ہوگا سالک کو کیفیات حاصل کرنے کے لئے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ کیفیات محمد رسول اللہ ﷺ کہ جن کا انداز ہم تک آنے کا سینہ بہ سینہ ہی ہے کسی شخص کو ہم اپنے تک روک لیں اور قلب شیخ کے بغیر اسے حاصل ہو جائیں۔ یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ ہر لحہ چوکنا رہنا پڑتا ہے کہ شیطان اور نفس گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ مشائخ کا قول ہے کہ صوفی میں سے سب سے آخر میں نکلنے والی خرابی اپنی بڑائی کی ہے جو کہ انسانی کمزوریوں میں سے بہت بڑی کمزوری ہے۔

ہر نئے آنے والے ساتھی کا جتنا تعلق حضرت مدظلہ العالی سے، مرکز سے جوڑا جائے اتنا مضبوط ساتھی ہوگا وگرنہ کچھ عرصے میں پھر اس دنیا کی بھول بھلیوں میں گم ہو جائے گا۔ پورے ملک اور بیرون ملک جہاں تک مجھ ناچیز کو پہنچنے کا موقع ملا یہی تجربہ ہے کہ بلاتفریق ہر سالک کو سینۂ شیخ سے جوڑ دو۔ آنے والے ساتھی کا بھی اس میں بھلا ہے اور دعوت و اصلاح کرنے والے ساتھی کا بھی۔ جتنا زیادہ ذکر پر توجہ دی جائے اتنا اچھا ہے۔ اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے سلسلۂ عالیہ سے جوڑا ہے اس کے حضور بواسطہ محمد رسول اللہ ﷺ دعا ہے کہ آخری سانس تک نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

باقی آئندہ (آمین)۔

عبدالقدیر اعوان دارالعرفان منارہ۔

لیلۃ القدر اور فضائل قرآن

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ o وَمَآ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ o لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ o تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِّنۡ کُلِّ اَمۡرٍ o سَلٰمٌ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ o

اَللّٰھُمَّ سُبۡحَانَکَ لَاعِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَاعَلَّمۡتَنَا o اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ.

مولای صلی وسلم دائماً ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

لیلۃ القدر ایک معروف مبارک رات ہے اور ایک رواج ہوگیا ہے کہ یہ ستائیسویں شب کو منائی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی دلیل شرعی قرآن سے یا حدیث مبارک سے ثابت نہیں ہے۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ نزول قرآن کی رات ہے اور اللہ نے فرمایا اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ کہ ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا تو وہ تو ایک مخصوص رات ہی ہوگی، 21 ہوگی یا 23 ہوگی یا 25 ہوگی یا 27 ہوگی۔ کسی ایک رات کو نزول قرآن کی ابتداء ہوئی ہوگی۔ تو وہ رات تو پھر مخصوص ہوگئی۔ لیکن جس سال نزول قرآن ہوا ان پانچ راتوں میں سے جس رات بھی ہوا وہ رات اس سال کے لئے مخصوص ہے، ہمیشہ کے لئے نہیں۔ چونکہ اللہ کریم نے اس طرف کوئی واضح ارشاد نہیں فرمایا کہ وہی رات ہے نہ ہی نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ تو جس رات نزول قرآن شروع ہوا وہ لیلۃ القدر تھی لیکن وہ اس سال کی لیلۃ القدر تھی۔ یہ ضروری نہیں کہ اگلے سال کی لیلۃ القدر اسی رات کو ہو۔ اللہ کریم کو منظور یہ ہے کہ میرے بندے ہر طاق رات کو اس کے رحم و کرم اور بخشش کا انتظار کریں۔ تو اس طرح گویا پانچ راتیں مل گئیں کثرتِ عبادت کے لئے، ذکر اذکار کے لئے، امید کرم کے لئے۔ اور انسانی عظمت یا ارتقاء یا ترقی کی انتہا عبدیت ہے۔ سب سے اعلیٰ مقام عبدیت ہے۔ فرمایا گیا عبدہٗ و رسولہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے عبد، اسکے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ عبادت کے لئے یا داظہار عبدیت کے لئے یا عظمت الٰہی کے اظہار کے لئے ایک کی بجائے پانچ راتیں مل گئیں۔ یہ اس کا بہت بڑا کرم ہے اس کا احسان ہے لہٰذا آخری پانچ طاق راتوں میں اسے تلاش کرنا چاہیے۔

اب یہ کوئی ضروری نہیں کہ کوئی بندہ ساری رات جاگے۔ شرعاً جو بندہ عشاء باجماعت ادا کرتا ہے اور فجر باجماعت ادا کر لیتا ہے اسے قائم اللیل سمجھا جاتا ہے۔ اس کی ساری رات عبادت ہی میں شمار ہوتی ہے۔ کوئی جو زیادہ شب بیداری کرتا ہے، تلاوت کرتا ہے، ذکر کرتا ہے، مراقبات کرتا ہے، نوافل پڑھتا ہے تو یہ اس پر اللہ کریم کا مزید کرم ہے اور اللہ کا احسان ہے کہ اسے حضوریِ حق کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ اس سے قرآن کریم کی عظمت کا اظہار بھی مقصود ہے۔ کہ قرآن کریم محض ایک کتاب نہیں ہے، محض ایک نصاب زندگی نہیں ہے یہ بہت بڑی بات ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عرب کے ایک صحرائی گاؤں مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر روئے زمین کے اور

قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ضابطہ حیات عطا کر دیا۔ ان سب باتوں کے علاوہ قرآن کریم کی اپنی ایک خاص عظمت بھی ہے کہ قرآن کو دیکھنا عبادت ہے، چھونا عبادت ہے، پڑھنا عبادت ہے، سمجھنا عبادت ہے اس پر عمل کرنا عبادت ہے۔ اور اس کی عظمت یہ ہے کہ جس مہینے میں نازل ہوا وہ مہینہ سرفراز ہے، جس شب میں نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کتنی بہتر ہے ان سے دوگنا ہے، ان سے دس گنا ہے، ان سے دس ہزار گنا ہے۔ اسکی کوئی قید نہیں۔ یہ ہر شخص کی اپنی حالت پر اسکی قلبی کیفیت پر اسکے مجاہدے پر منحصر ہے کہ وہ کتنی محنت اور کتنے خلوص سے کرتا ہے۔ ہزار مہینہ یا سوا تراسی سال تو ایک کم از کم حد بتائی گئی اس سے زیادہ ہے۔ کتنی زیادہ ہے یہ نہیں بتایا گیا۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اس خاص رات میں اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور جہاں جہاں وہ جاتے ہیں اللہ کی رحمتیں وہاں وہاں بٹتی ہیں تقسیم ہوتی ہیں، والروح علماء تفسیر نے روح سے روح الامین بھی مراد لیا ہے کہ تمام رحمت کے فرشتے حتیٰ کہ روح الامین بھی تشریف لاتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ روح سے مراد مومنین کی ارواح ہیں جو دنیا میں نازل ہوتی ہیں۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اس رات میں اللہ کے کرم، اللہ کی اجازت سے ارواح زمین پر آتی ہیں۔ یاد رکھیں مرنے والے کا تعلق دو چیزوں سے ہمیشہ رہتا ہے، ایک وہ جو کوئی کام وہ کر گیا۔ اگر کسی نے کوئی بدعت شروع کی تو جب تک وہ بدعت جاری رہے گی مرنے کے بعد بھی اسکا تعلق اس سے قائم رہتا ہے اور اسکی سزا بڑھتی رہتی ہے۔ اسی طرح نیک لوگ جو نیکی میں عمر بسر کر جاتے ہیں یا بعض کار خیر ایسے کر جاتے ہیں جیسے کسی نے کوئی رفاہ عامہ کا کام کر دیا جس سے لوگ مستفید ہوتے ہیں، کوئی ہسپتال بنا دیا، کوئی کنواں بنا دیا، کوئی مدرسہ بنوا کر، بچوں کی تعلیم کا اہتمام کر دیا کوئی غریبوں کی دستگیری کا

اہتمام کر دیا کوئی رفاہی ادارہ بنا دیا، یا کچھ لوگوں کو پڑھا دیا، اللہ اللہ سکھا دی، کچھ لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا، انکی اصلاح ہوگئی تو جب تک وہ کام جاری رہتا ہے، اسکے وہ شاگرد جو اس نے سکھائے تھے، پھر انکے شاگرد۔ جب تک وہ نیکی چلتی رہتی ہے اس کا تعلق اس کے ساتھ بدستور رہتا ہے۔ اور جتنا ثواب ان سب کو ملتا ہے اتنا ثواب اس اکیلے کو ملتا رہتا ہے۔ دوسرا تعلق اولاد سے رہتا ہے۔ جو بھی اسکی نسل کے لوگ رہ جاتے ہیں ان سے اسکا تعلق بدستور رہتا ہے۔ اگر وہ نیکی کرتے ہیں تو اسکا ثواب ان کے والدین کو بھی ملتا ہے اور خدانخواستہ وہ برائی کرتے ہیں تو ان کی جواب طلبی بھی ہوتی ہے کہ اگر انہوں نے تربیت میں کمی چھوڑ دی تو انہیں اس گناہ سے حصہ ملتا ہے۔ لیکن اگر انہوں نے تربیت کا حق ادا کیا اور وہ بچہ خود گمراہ ہوگیا تو پھر ان کی بچت ہو جاتی ہے ان کی ذمہ داری پوری ہوگئی۔ تو اولاد سے اور اپنے چھوڑے ہوئے کام سے ان دو چیزوں سے دنیا میں تعلق رہ جاتا ہے۔ مال و دولت تقسیم ہوگئی، وراثت تقسیم ہوگئی، ہر چیز ختم ہوگئی، کسی چیز پر اسکا کوئی تعلق نہ رہا۔ دنیاوی چیزوں سے تعلق نہیں رہتا لیکن نیک کام سے، نیک اولاد سے فائدہ پہنچتا رہتا ہے تو اللہ کی اجازت سے ارواح زمین پر آتی ہیں پھر ان کی بڑی عجیب حالت ہوتی ہے جب وہ حالات دیکھتی ہیں۔ اگر اولاد نیکی سے ہٹ چکی ہو تو بیزار بھی ہوتی ہیں، پریشان بھی ہوتی ہیں، دکھ ہوتا ہے اور اگر نیک ہوں تو مزید دعا کرتی ہیں، خوش ہوتی ہیں ارواح۔ اور ان ارواح اور فرشتوں کا آنا جو ہے فرمایا مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ہر طرح کے جملہ امور میں سلامتی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ہر بھلائی کے اجر میں اضافہ ہوتا ہے ہر نیکی کرنے والے کا حوصلہ اور بلند ہوتا ہے نیکی کی توفیق اور ارزاں ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ایک ہزار مہینہ عبادت کرتا رہا۔ اس وقت عمریں لمبی ہوتی تھیں تو وہ دن بھر روزہ بھی رکھتا، جہاد کرتا اور

رات بھر عبادت کرتا تو حضور ﷺ نے اسکا تذکرہ فرمایا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری تو اوسط عمر بھی بہت کم ہوگئی ہے اس عہد میں، ہزار مہینہ تو شاذ ہی کسی کی عمر ہوتی ہے اس میں سے بچپن اور بڑھاپا نکالیں تو قابل عمل عمر بہت کم رہ جاتی ہے۔ اگر کوئی 90 سال کو پہنچتا ہے تو اس کی عمل کی زندگی تو بہت تھوڑی رہ جاتی ہے۔ تو اگر ہم چاہیں بھی تو اتنا مجاہدہ نہیں کر سکتے تو اللہ کریم نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کی امت کے لئے ہر رمضان میں ایک رات رکھ دی ہے جو ایک رات ہزار مہینے پر بھاری ہے۔ اب زندگی میں کسی کو کتنے رمضان نصیب ہوتے ہیں اور وہ کتنی راتیں پاتا ہے یہ اللہ کریم کا انعام ہے۔ لیکن شاید ہم یہ سب بھول جاتے ہیں اور چیزوں کی جو حقیقت ہے اس سے ہم دور چلے جاتے ہیں اور رسومات میں کھو جاتے ہیں۔ اب یہ بھی ایک رسم ہوگئی ہے کہ ستائیسویں شب کو اور وہ بھی بس ایک رات کو منالیا اور اس میں بھی دکھاوا بہت زیادہ ہوتا ہے رسومات بہت ہوتی ہیں، عبادت کم ہوتی ہے، تو یہ صحیح نہیں ہے۔

دراصل دین نام ہے دنیا کی ساری رسومات کو ٹھکرا کر صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرنے کا، اور رمضان شریف خصوصی طور پر تربیت کا مہینہ ہے۔ اللہ کریم ایک خاص تربیت فرماتے ہیں اپنے بندوں کی کہ سحری سے لے کر افطاری تک کھانا نہیں، پینا نہیں کوئی غلط کام نہیں کرنا کوئی غلط بات نہیں کرنی بلکہ جائز امور بھی جو حلال ہیں ان پر بھی پابندی لگ گئی۔ تو نہ کھانا فرشتوں کی خصوصیت ہے، ملکوتی صفت ہے۔ کھانا پینا اور بے تحاشہ کھانا یہ حیوانیت ہے۔ رمضان شریف تربیت کا مہینہ ہے کہ بندے میں اوصاف ملکوتی پیدا ہوں۔ چونکہ جو فیضان بارگاہِ الٰہی سے آتا ہے اسے قبول کرنے یا حاصل کرنے کے لئے اوصاف ملکوتی کی ضرورت ہے۔ جتنے اوصاف ملکوتی یا فرشتوں کے خصائل یا نیک خصائل کسی بندے میں ہوں گے اتنا وہ اس کرم کو قبول کرے گا۔ یہ اسطرح ہی ہوتا ہے، جیسے ایک زمین ہے زرخیز ہے دوسری زمین ہے اس پر روڑی کا ڈھیر ہے۔ ہیں تو دونوں زمین ہی۔ بارش برستی ہے تو روڑی کے ڈھیر پہ مزید تعفن اٹھتا ہے اور دوسرے کھیت میں پھل پھول کھلتے ہیں تو یہی حال انسانی مزاج کا بھی ہے اگر اس کا اپنا مزاج خراب ہوتا ہے تو اس میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کو اوصاف ملکوتی نصیب ہو جاتے ہیں تو پھر وہ برکات پیدا ہوتی ہیں اور اسے حقیقی لطف نصیب ہوتا ہے اور وہ اللہ کے کرم سے استفادہ کرتا ہے۔ ان پانچ راتوں میں کوئی ایک رات ہے۔

دوسری بڑی عجیب بات ہے کہ ساری دنیا پہ کوئی رات ایک وقت میں نہیں ہوتی۔ کہیں شام ہو رہی ہوتی ہے تو دوسری جگہ فجر طلوع ہو رہی ہوتی ہے۔ کہیں رات ہو رہی ہوتی ہے کہیں دن ہوتا ہے تو اس طرح سے یہ راتیں بھی پھرتی رہتی ہیں۔ کسی جگہ اکیسویں رات ہے کسی جگہ تیئسویں کسی جگہ پچیسویں ہے کسی جگہ ستائیسویں ہے۔ یعنی اللہ کا یہ کرم ہوتا ہے کہ ان پانچ راتوں میں وہی برکات نازل ہوتی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ طے کرنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ علماء نے جو لکھا ہے اس کے الفاظ کچھ اسطرح سے ہیں کہ مختلف شہروں میں مختلف راتیں ہوتی ہیں تو مختلف شہروں سے مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایک ہی رات میں یا ایک ہی ملک میں مختلف راتوں میں ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رات جہاں تک ایک رات ہے سارے اس علاقے میں ہو اور دوسری جگہ تو اس وقت دن ہوتا ہے وہاں رات ہوگی تو وہاں کوئی دوسری رات ہو جائے گی۔ لیکن یہ طے ہے کہ ان پانچ ہی راتوں میں اللہ کے کرم کے دروازے کھلتے ہیں اور کسی نہ کسی جگہ لیلۃ القدر کی برکات کا ظہور روئے زمین پر ہوتا ہے۔ بنیادی بات اس میں یہ ہے کہ وہ جو نبی کریم ﷺ نے زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا جب تک وہ طریقہ وسلیقہ نہ ہو ان چیزوں کی سمجھ نہیں آتی آپ ﷺ نے فرمایا۔ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَاَنَّکَ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَعُدَّ

نَفْسَکَ مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْر او کما قال رسول اللہ ﷺ کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو کُنْ فِی الدُّنْیَا غریباً یہ بات یاد رکھو کہ تمہیں یہاں ہمیشہ نہیں رہنا اور جسے جہاں ہمیشہ نہیں رہنا ہوتا وہ وہاں مسافر ہوتا ہے۔ تو دنیا میں مسافر کی طرح رہو اور مسافر کی زندگی کیا ہوتی ہے۔ وہ غیر ضروری سامان اکٹھا نہیں کرتا کہ کل سفر کرنا پڑے تو اٹھا ہی نہ سکوں۔ یا اسکے پاس کوئی اچھی چیزیں آتی ہیں تو اپنے اصلی گھر جہاں اس نے ہمیشہ رہنا ہے وہاں بھیجتا رہتا ہے۔ کہ یہ چیزیں مجھ سے پہلے پہنچ جائیں میں جب جاؤں گا تو اتنی چیزیں اٹھا نہیں سکوں گا۔ پھر اسے ایک تڑپ ہوتی ہے خواہ برسوں گذر جائیں لیکن اسکی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اپنے اصلی گھر پہنچ جاؤں۔ تو فرمایا کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَاَنَّکَ عَابِرُ سَبِیْلٍ دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر ہو۔ تو کوئی اچھی چیز ملے تو اسے اپنے پکے گھر آخرت میں بھیجو، اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اللہ کی راہ میں دو کہ وہ تمہارے گھر پہنچ جائے یا یہ خیال رکھو کہ تم ایک راہ گزر پر ہو۔ تم کسی مقام پر نہیں ہو۔ راہ گزر تو کوئی گھر نہیں بنا تا تم عالم امر سے چلے ایک طویل سفر ہے۔ پشت پدر میں رہے مسافر تھے، آگے چلے وہ ایک راستہ تھا، شکم مادر میں رہے راستہ تھا دنیا میں آگئے راستے میں ہو قبر میں جاؤ گے راستے میں ہو برزخ میں جاؤ گے راستے میں ہو، حشر میں پہنچو گے راستے میں ہو، ہاں جسے جنت نصیب ہوگی وہ گھر پہنچ جائے گا جو جہنم جائے گا وہ گھر سے نکل کر ویرانے میں بھٹک گیا اور ہمیشہ کے لئے برباد ہو گیا، تباہ ہو گیا، کھنڈروں میں چلا گیا، ویرانوں میں چلا گیا۔ تو یاد رکھو کہ تم مسافر ہو اور فرمایا وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل رکھو جو قبروں میں دفن ہو چکے ہیں کہ آخر تمہیں قبر میں دفن ہونا ہے تو زندگی میں اگر یہ شعور حاصل ہو جائے جو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو پھر کوئی بندہ فضول کام نہ کرے، فضول چیزیں جمع نہ کرے بلکہ کوشش کرے کہ اگر میرے ہاتھ میں کوئی مال آ گیا ہے تو وہ میرے گھر پہنچ جائے۔ میرے ہاتھ میں کوئی اچھا سامان آ گیا ہے تو میرے گھر پہنچ جائے میرے پاس اچھی چیز ہے تو میرے گھر پہنچ جائے اور یہ یاد رکھو تم بہر حال مسافر ہو۔ لہٰذا اس بات کو مان لو کہ تم سفر میں ہو اور اپنے آپ کو جب شمار کرو

ماہنامہ المرشد میں اشتہار دینے کے خواہشمند متوجہ ہوں

جو حضرات اپنے یا اپنی کمپنی کے لیے ماہنامہ المرشد میں اشتہار شائع کروانا چاہتے ہیں وہ سرکولیشن مینیجر ماہنامہ المرشد لاہور سے رابطہ کریں۔

دفتر: ماہنامہ المرشد۔ 17 اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون: 042-35182727

قارئین المرشد سے

التماس ہے کہ المرشد کے بارے میں اپنی آراء سے مستفیض فرمائیں اور اس کو زیادہ مفید اور معتبر بنانے کے لئے اپنی تجاویز سے نوازیں۔

نیز یہ بھی گزارش ہے کہ اہل حضرات اپنے مضامین بھجوائیں جو ساتھیوں کی رہنمائی اور نئے قارئین کے لیے نفس کی اصلاح کا سبب بن سکیں۔ یا ایسے واقعات و تجربات تحریر فرمائیں جو سبق آموز ہوں۔

(مدیر ماہنامہ المرشد)

تو دنیا کی آبادی میں گننے کی بجائے اپنے آپ کو اہل قبور میں گنا کرو کہ مجھے بھی اللہ ایک قبر نصیب کرے گا بالآخر مجھے قبر میں جانا ہے اگر یہ ادراک نصیب ہو جائے تو پھر ان چیزوں کا پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے، رمضان شریف کیا ہے، نیکی کیا ہے، اتباع سنت کیا ہے، اور سنت کے خلاف کرنے کا وبال کتنا ہے؟ لیکن دنیا اتنی خوبصورت، اتنی پرکشش ہے۔ اللہ کریم نے اپنے دستِ قدرت سے اسے بنایا ہے۔ مادی نعمتیں خود اس نے پیدا کی ہیں اور ان میں اتنی لذتیں، اتنی کشش اس نے رکھ دی ہے کہ بندے خود اللہ کو بھول کر ان میں کھو جاتے ہیں۔ اور یہ موت، قیامت، آخرت ہر شے بھلا دیتی ہے۔ عجیب بات ہے ہم میں سے کوئی ہے جسے یہ اعتبار ہو کہ مجھے مرنا نہیں ہے کہ کسی کو بھی یہ اعتبار نہیں ہے۔ ہر ایک کو پتہ ہے مجھے مرنا ہے۔ مرنے سے، موت سے بچنے کے سارے ذریعے ہم استعمال کریں گے، دوائی کھائیں گے، اسپتال جائیں گے، پرہیز کریں گے، کوشش کریں گے۔ یہ درست ہے جب تک زندگی ہے علاج اللہ نے بنائے ہیں کرنے چاہئیں لیکن یہ آخری بات تو نہیں ہے آخری بات یہ ہے کہ ساتھ ساتھ موت کی تیاری ہوتی رہے کہ مرنا تو ہے۔ تو موت کی تیاری بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہے اور وہ کوئی الگ سے یا عجیب سی زندگی نہیں ہے موت کی تیاری کے لئے آپ کو دنیا کے کام کرنے ہیں۔

رزق کمانا ہے اگر لوٹ کھسوٹ مچائیں گے تو آپ موت سے بے خبر ہیں، غافل ہیں لیکن اگر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق اور دینی حدود کے اندر رہ کر کمائیں گے تو آپ موت کی تیاری بھی کر رہے ہیں، دنیا بھی کما رہے ہیں۔ خرچ کرتے وقت رسومات میں کھو جائیں گے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف جائیں گے تو آپ موت سے غافل ہیں لیکن اگر حدودِ شرعی کے اندر اور سنت کے مطابق خرچ کریں گے تو آپ موت کی تیاری بھی کر رہے ہیں۔ یہی حال لباس، شادی، گھر ہر چیز کا ہے اور ہمارے اسباق میں گذر چکا ہے اللہ کریم جتنا دے اچھا کھاؤ، حلال اور طیب ہو، اچھا پہنو، اچھا گھر بناؤ، بچوں کو اچھا رکھو اس سے تو منع نہیں کیا۔ ناجائز یا غیر شرعی وسائل سے روکا ہے۔

کتنی خوبصورت بات ہے کہ بندہ دنیا کی زندگی جیئے اور اسکے ساتھ اسکی آخرت بنتی رہے۔ کام دنیا کے ہی کرنے ہیں اور انہی سے آخرت بنتی ہے اور یہی دنیا کے کام آخرت کو بگاڑتے بھی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اب بیت اللہ شریف میں جا کر آپ ایک وقت کی صلوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اس ایک صلوٰۃ کا ثواب ایک لاکھ صلوٰۃ کے برابر ہے۔ لیکن اگر بیت اللہ میں جا کر آپ کوئی غلطی کرتے ہیں تو اسکا عذاب بھی ایک لاکھ گنا ہوگا۔ لیلۃ القدر میں ہزار راتوں سے زیادہ کا ثواب ہے تو اگر اس میں کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ بھی ہزار مہینوں سے زیادہ شمار ہوگا گویا ہزار مہینے سے زیادہ عرصہ وہ گناہ کرتا رہا۔ تو آپ دیکھ لیجیے ہم کس جگہ پہنچ چکے ہیں کہ رمضان شریف میں ہمارے کس گناہ میں کمی ہوئی ہے؟ حکومت کے مظالم وہی ہیں۔ سود پر قرضے لینے کا مزید ایک بہانہ سیلاب کا حکومت کو مل گیا ہے، عوام کا حال وہی ہے، قتل وغارت وہی ہے، اغوا وہی ہے، عصمت دری وہی ہے، چوری اور ڈاکے وہی ہیں، رشوت وہی ہے۔ یہ کیا عجیب بات ہے ہمیں کیا فرق پڑا ہے؟ عجیب بات یہ ہے کہ جب رمضان شریف کا چاند طلوع ہوتا ہے تو چھوٹے بڑے سارے شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور بڑی بڑی زنجیروں میں جکڑے ہوتے ہیں، ہل نہیں سکتے۔ لیکن قرآن نے جو فرمایا ہے۔ شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ (الانعام:112) جو انسانوں میں سے اور جنوں میں سے شیطان بن جاتے ہیں۔ شیطان سے اتنا تعلق قائم کر لیتے ہیں کہ خود ان میں شیطنت آ جاتی ہے وہ تو قید نہیں ہوتے تو ہمارے پاس بہانہ تو یہ ہوتا ہے کہ یہ سب شیطان کرا رہا ہے۔ حالانکہ شیطان

بھی میدان حشر میں خود کھڑا ہو کر کہے گا فلا تلوموني و لوموا انفسكم (ابراہیم:22) تم مجھے ملامت کیوں کر رہے ہو اپنے آپ کو ملامت کرو۔ تمہیں اللہ نے دعوت دی اللہ کے رسول نے دی وہ حق تھا اور تم نے نہیں مانی اور میرا تو تم پر کوئی اختیار نہیں تھا۔ میں تو صرف تمہیں وسوسہ دے سکتا تھا اور وسوسہ ڈالتا تھا تم میری بات مانتے تھے اور اللہ کی نہیں مانتے تھے تو قابل ملامت تو تم ہو۔ لیکن اس مبارک مہینے میں تو وہ خود ابلیس لعین اور اسکی ساری اولاد قید ہے۔ یہ اب جو گناہ ہو رہے ہیں اب جو مظالم ہو رہے ہیں وہ سب وہ شیطان کر رہے ہیں جو انسانوں سے شیطان بن گئے۔ تو شیطان کھلا ہو یا قید ہو گیا ہمارے ملکی حالات میں کوئی فرق پڑا؟ تو اس کا مطلب ہے کہ ہم میں سے لوگ اتنی کثرت سے شیطان بن چکے ہیں کہ شیطان کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ ہزاروں لوگ قتل کر دیئے جاتے ہیں رمضان شریف میں، وہ گناہگار تھے، بدکار تھے، وہ جیسے بھی تھے لیکن کسی کو ان کی جان لینے کا حق تو نہیں تھا۔ کسی کا عقیدہ کا اختلاف ہے تو اسکو اسکی جان لینے کا حق تو نہیں ہے۔ زندہ رہنے کا حق بھی ہر ایک کا ہے، عقیدہ رکھنے کا حق بھی ہر ایک کا ہے۔ یہ حساب تو اللہ نے لینا ہے۔ کوئی بندہ یہ حساب تو نہیں لے سکتا۔ اور پھر بڑے خوش ہوتے ہیں قرآن ختم ہو گیا جان چھوٹی، قرآن ختم نہیں ہوتا بلکہ ختم قرآن کہنا بجائے خود لفظ ہی غلط ہے۔ آپ نے شاید رات بھی نوٹ کیا ہو گا یا نہ کیا ہو جنہوں نے نہیں بھی کیا وہ یہ دیکھ لیں کہ حافظ صاحب نے 20 رکعت والناس پر ختم نہیں کی، 19 رکعت تراویح کی والناس پر ختم کی اور 20 میں پہلے پارہ کا پہلا رکوع پڑھا۔ یہی طریقہ ہے تکمیل قرآن کا میں ختم قرآن نہیں کہا کرتا کہ قرآن کی تلاوت مکمل ہوئی۔

برکات تو نازل ہو رہی ہیں مخلوق میں استعداد قبولیت بھی ہو۔ بندے میں فرشتوں جیسی کیفیات پیدا ہوں تا کہ جو نزول قرآن ہو رہا ہے اسکی برکات کو قبول بھی کرے۔ اب قرآن کو صحیح قرأت سے پڑھنا، نور ہے اسکے معنی سمجھنا نُورٌ عَلٰی نُوْر ہے اس پر عمل کرنا۔ اور اسکے علاوہ بندہ چاہتا ہی کیا ہے اور اسکے علاوہ کیا چاہیے؟ لیکن ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس سے الفاظ کی صحیح ادائیگی نہیں ہوتی بعض اوقات معنی اسے سمجھ نہیں آتے۔ بالکل سمجھ نہ آئیں تو بھی قرآن کی تلاوت کرتے رہنا اپنی برکات کا اثر چھوڑ جاتا ہے۔ اب کتنی آیتیں ہیں جس کے معنی کسی کو بھی سمجھ نہیں آتے۔ الٓمّٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ، یٰسٓ، کتنے حروف مقطعات ہیں کسی کے نیچے اس کا کوئی معنی لکھا ہوا نہیں بلکہ کہتے ہیں۔ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ کہ اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے۔ اب جن حروف مقطعات یا جن متشبہٰت کی ہمیں سمجھ نہیں آتی تو ان کی تلاوت چھوڑ دیں؟ نہیں۔ چھوڑ دیں گے تو تلاوت قرآن مکمل نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ جس کو سمجھ نہیں آتی وہ ان لوگوں میں ہی ہے کہ بعض آیات کی تو سب کو ہی سمجھ نہیں آتی تو ان کا پڑھنا تو فائدہ اتنا ہی دیتا ہے۔ ہر دوا کے اجزاء کا تو ہمیں پتہ نہیں ہوتا کہ اس گولی میں کیا کیا اجزاء ہیں لیکن جب ہم کھاتے ہیں تو صحت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب انکی تلاوت کی جاتی ہے تو انکی برکات تو نصیب ہوتی ہیں۔ یہی عالم سارے قرآن کریم کا ہے کہ جسکو قرآن کے معنی نہیں آتے وہ بھی تلاوت مسلسل رکھے تو برکات قرآن اسکے قلب میں سرایت کرتی رہتی ہیں۔ توفیق عمل ہوتی ہے گناہ سے توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ یاد رکھیں برکات کیا ہیں انسان کی دنیاوی زندگی بہتری کی طرف چل پڑتی ہے فرمایا: وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (المائدہ:16) نزول قرآن کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے آئے۔ دنیا کی ظلمتوں سے نکال کر تجلیات باری کے سائے میں لے آئے رحمت الٰہی کے سائے میں لے آئے۔ تاریکی سے نور کی طرف لے آئے تو

تلاوت قرآن ایک ایسا عمل ہے جو مومن کی زندگی کا جزو ہے۔ بہت اچھی بات ہے کہ دن کی ابتداء اسی سے کی جائے ورنہ کسی نہ کسی وقت قرآن کریم کو ضرور کھولے خواہ وہ چند آیات پڑھ لے۔ یہ جن کو اُنس ہو جاتا ہے قرآن کریم سے اُن کا عالم عجیب ہوتا ہے۔ الجزائر کا ایک مجاہد تھا اس پر فلم بھی بنی دی لائن آف ڈیزرٹ مجھے اب ان کا نام یاد نہیں آ رہا بزرگ آدمی تھا بوڑھا آدمی تھا قابض کفار کے خلاف بہت بڑا، بہت جہاد کیا۔ ساری زندگی اپنی جیب میں قرآن کریم کا نسخہ رکھتا تھا۔ اس کی جو مجاہدانہ زندگی تھی وہ بھی ان افغان طالبان کی طرح تھی کہ طاقتور فوج کے ساتھ مقابلہ تھا جنگلوں، صحراؤں میں بھٹکتے رہتے جہاں موقع ملتا وہاں مقابلہ کرتے حملہ کرتے۔ تو جہاں دس منٹ رکنے کا موقع ملتا وہاں تلاوت کر لیتا۔ کوئی دن تلاوت سے خالی نہیں جانے دیتا تھا۔ بالآخر گرفتار ہو گیا اسے سزائے موت ہوئی، پھانسی کے تختے پر کھڑا کر کے انہوں نے رسہ ڈال دیا اور پوچھا کہ تمہاری کوئی آخری خواہش ہے اس نے کہا میرے پاس میری کتاب موجود ہے مجھے چند آیات تلاوت کرنے دو۔ تو یہ مسلسل تلاوت سے ایک اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرح ہمیں عادت ہے کہ چائے روز پیتے ہیں ہمیں عادت ہے کہ ناشتہ بھی کرنا ہے، دوپہر کو کھانا بھی کھانا ہے، سونے سے اٹھتے ہیں تو ہر کسی کو فکر ہوتی ہے ناشتہ کرنا ہے خواہ وہ سوکھی روٹی ملے۔ اسی طرح تلاوت قرآن بھی ہمارے معمولات کا حصہ ہونا چاہیے کہ مجھے تلاوت بھی کرنا ہے۔ زیادہ پڑھیں تھوڑا پڑھیں ایک آیت پڑھ لیں، لیکن کوئی دن تلاوت سے خالی نہیں جانا چاہئے ہم جتنے فضائل بیان کریں لیلۃ القدر کے جتنے فضائل بیان کریں رمضان کے، بے پناہ ہیں۔ لیکن یہ سارا اہتمام ہے کس کے لئے؟ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:185) رمضان کا مبارک مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:1) ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا۔ تو یہ ساری برکتیں نزول قرآن کا اہتمام ہے جس طرح کسی شہنشاہ کے آنے سے پہلے جگہ صاف کی جاتی ہے اچھی جگہ منتخب کی جاتی ہے۔ پھر اسے قالینوں سے، صوفوں سے سجایا جاتا ہے، تو یہ ساری برکات گویا نزول قرآن کا اہتمام ہے اور قرآن ہمارے پاس ہے اور ہم پڑھیں نہیں تو کیا ہے؟ عجیب بات ہے۔ ان برکات کی توقع ہم رکھیں اور قرآن کی تلاوت نصیب نہ ہو تو عجیب بات نہیں ہے۔ تو وہ جو اصل بات تھی وہ ہم نے چھوڑ دی اور ہم ڈھول ڈھمکے لے کر مکانوں پر چڑھ گئے اور شمعیں جلا کر لیلۃ القدر منا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ تو نہیں ہے۔ طریقہ تو یہ ہے کہ اس میں زیادہ تلاوت کی جائے زیادہ سمجھا جائے توفیق عمل طلب کی جائے۔

اب اس کی مرضی جو لوگ قبر میں جا کر برزخ میں گرفتار ہو جاتے ہیں ان کو تو کوئی چھٹی نہیں دیتا۔ حوالاتیوں کو باہر جا کر ملاقاتوں کی اجازت نہیں ہوتی۔ لیکن جو اللہ کی بخشش کو پا جاتے ہیں وہ ارواح زمین پر آتی ہیں اور رحمت کے فرشتے آتے ہیں لیکن ہمارے بزرگوں کی روحیں اگر آئیں گی بھی تو کیا دیکھیں گی۔ کیا کبھی ہم نے یہ سوچا، کبھی ہمیں یہ خیال گزرا، تو میرے بھائی! اسلام افسانوی زندگی نہیں ہے کہ ہم خوابوں میں سوچتے رہیں۔ اسلام عملی زندگی کا نام ہے، کردار کا نام ہے، عمل کا نام ہے انہی کے لئے مبارک ہے رمضان بھی اور انہی کے لئے مبارک ہے لیلۃ القدر بھی جنہیں اللہ کی اور حضور ﷺ کی اطاعت نصیب ہوتی ہے۔ اتباع رسالت نصیب ہوتا ہے۔ اب خود رمضان شریف کی برکات ہی دیکھ لو کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ او کما قال رسول اللہ ﷺ جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب سے رکھا اس کے گذشتہ گناہ

معاف ہوگئے۔ ایمان نام ہے اس عقیدے کا جو رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمایا اگر کسی کا عقیدہ اس سے ہٹ جائے تو ایمان نہیں کہلائے گا۔ عقیدہ وہ سلامت ہو، احتساباً اپنا احتساب کرتے ہوئے کہ میرے پر اللہ کی نعمتیں کتنی ہیں اور میرے گناہ کتنے ہیں؟ میں تو شکر بھی ادا نہیں کر پا رہا۔ اس کیفیت میں جس نے روزہ رکھا زندگی بھر کے سارے گناہ معاف ہوگئے اور اسی کیفیت میں جس نے ایک رات قیام کیا مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غَفَرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبه او کما قال رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا ایک رات جس نے رمضان کا قیام کیا ایمان اور احتساب کے ساتھ اس سے پہلے کے سارے گناہ اسکے معاف یعنی ایک رات زندگی بھر کے گناہ معاف کرانے کو کافی ہے۔ ایک دن کا روزہ زندگی بھر کے گناہ معاف کرانے کو کافی ہے۔ تو تیس روزے تیس راتیں ہیں۔ پھر اُن میں مزید براں لیلۃ القدر ہے جو تقریباً صدی ہی ہو جاتی ہے، 83، 84 سال لیکن اس سارے عمل سے نکلنے کے بعد اگر ہم پھر ویسے کے ویسے ہیں تو ہم نے کچھ نہیں پایا۔ اس عمل سے نکلنے کے بعد تو چاہیے کہ بندہ بدل جائے۔ پہلے وہ جو کوتاہیاں کرتا تھا اب چھوڑ دے، پہلے کم نیکی کرتا تھا پھر زیادہ کرے، اخلاق سنور جائیں، کردار سدھر جائے، عقیدہ زیادہ صاف اور شفاف ہو جائے۔ ہمارے عقیدوں میں بھی دھند ہے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے ہم عقیدے کے معاملے میں کہتے ہیں، ایسا بتاتے تو ہیں بزرگ پتہ نہیں ایسا ہوگا بھی یا نہیں۔ اسی پر عمر گذار دیتے ہیں کہ سنا ہے آخرت میں یہ ہوگا۔ کہتے ہیں ایسا ہوگا۔ پتہ نہیں ایسا ہوگا کیسا ہوگا، یہ جو شبے کا عقیدہ ہے یہ تو نہ ہونے کے برابر ہے، عقیدہ تو یقین کا نام ہے وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (البقرہ:4) یعنی قرآن نے ساری بات کرنے کے بعد اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وہ لوگ آپ پر جو نازل ہوا اس سارے پر ایمان رکھتے ہیں اور جو آپ سے پہلے نازل ہوا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کا کلام ہے۔ اب اس میں ساری باتیں آ گئیں لیکن الگ سے پھر فرمایا بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ آخرت کا پکا یقین ہو جاتا ہے آخرت کے معاملات میں شبہ پھر ایمان کو خراب کر دیتا ہے اور آج یہ معمولی سی بات ہے زبانی تو کہتے ہیں مولوی بھی کہتے ہیں، علماء بھی کہتے ہیں، پیر بھی کہتے ہیں، آخرت میں یہ ہوگا لیکن دل میں یقین نہیں ہوتا اس لئے کہتے ہیں پتہ نہیں کیا ہوگا دیکھا جائے گا۔ کم از کم رمضان کی برکات سے اتنا حصہ تو نصیب ہو کہ یہ عقیدے کا غبار ڈھل جائے۔ کیونکہ عقیدہ بنیاد ہے سارے عمل کی، بنیاد ہی مضبوط نہ ہو تو اس پر عمارت کتنی مضبوط ہوگی۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اگر معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھتا ہے تو ٹیڑھی دیوار کن بلندیوں تک جائے گی؟ وہ تو گر جائے گی۔ تو یہ خشت اول یہ پہلی اینٹ بنیاد عقیدہ ہے اب اسی میں اگر کمزوری ہے تو عمل کی اصلاح کیا ہوگی۔ اور یہ سوچیں دوسروں کے بارے نہیں اپنے بارے سوچیں کہ کم از کم عقیدے سے غبار تو ڈھل جائے اور رمضان کے بعد بندہ مسجد سے پورا یقین لے کر اٹھے۔ رمضان پھر اعتکاف، پھر لیلۃ القدر سے یقین حاصل کرے، اعتکاف بھی تو قبر کی زندگی کی مثال ہے۔ ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچے، مال دولت، گھر بار، کاروبار، دوست احباب ہر ایک سے کٹ کر مسجد کے ایک گوشے میں سوائے اللہ اللہ کے کچھ کام نہیں۔ ایک تجربہ تو قبر میں رہنے کا ہے گڑھا ہی نہیں کھودا گیا اور تو کوئی فرق نہیں۔ تو اس سارے عمل سے نکل کر ہم واپس جائیں۔ تو پھر بھی ایسی سوچ ہو کہ پتہ نہیں کیا ہے، خیر ہے دیکھا جائے گا، کہتے تو ہیں، تو پھر کیا فائدہ پھر تو یہ مشقت ہی رہی حاصل تو کچھ نہیں ہوا۔ تو نتائج دیکھنے چاہئیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں میں نے اعتکاف کر لیا میں نے روزے رکھ لئے۔ لیکن اعتکاف کا نتیجہ کیا ہوا،

ملا کیا؟ ایک بندہ کہتا رہے میں نے نوکری کر لی۔ مہینہ نوکری کرتا رہے، مہینے بعد تنخواہ نہ ملے تو کیا خاک نوکری کر لی، وقت ضائع کیا۔ یعنی ایک بندے کو رمضان نصیب ہوا اعتکاف نصیب ہوا، اذکار نصیب ہوئے اب اسکے بعد جب وہ اعتکاف سے، مسجد سے باہر جاتا ہے تو اس میں کیا مثبت تبدیلی آئی، کیا بدلا؟ اگر کچھ نہیں بدلا تو محض وقت ضائع کیا، کچھ تو بدلنا چاہیے اور یاد رکھیں ہر بندے میں تبدیلی آتی ہے نیکوں میں بھی تبدیلی آتی ہے کہ وہ اور زیادہ نیک ہو جاتے ہیں۔ بدکار میں تبدیلی آتی ہے کہ اسے گناہ سے نفرت ہو جاتی ہے۔ وہ بدکاری سے نیکی کی طرف آ جاتا ہے اور ان سب کی بنیاد عقیدے کی مضبوطی پر ہے سب سے پہلے دیکھنا یہ چاہیے کہ میرا یقین بالآخرت مزید مضبوط ہو جائے میں ایک ولی اللہ کے حالات میں پڑھ رہا تھا کوئی صاحب کشف انہیں قبر میں دفن کے بعد مراقب رہا کہ فرشتے آتے ہیں تو کیا معاملہ ہوتا ہے۔ قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو نکیرین آ گئے انہوں نے سوال کیا من ربک، بزرگ نے آنکھ اٹھا کر پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ آسمانوں سے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا آسمانوں سے زمین تک فاصلہ طے کرنے میں تمہیں رب نہیں بھولا تو میں تو ایک گز مٹی کے نیچے آیا ہوں تو مجھے بھول گیا ہے؟ مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ تم اتنی دور سے آئے ہو اور تمہیں رب نہیں بھولا تو میں تو ایک گز مٹی کے نیچے آیا ہوں، پہلے اوپر تھا اب نیچے ہوں تو مجھے رب بھول گیا ہے؟ جو مجھ سے پوچھ رہے ہو تیرا رب کون ہے؟ تو صاحب کشف فرماتے ہیں کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ واپس چلے جاؤ۔ یہ میرا بندہ ہے میں جانوں یہ جانے، مرنے کا مزہ آ گیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے برزخ کے بارے بارگاہِ رسالت میں سوال کیا حضور ﷺ نے قبر کے حالات بیان فرمائے تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم قبر میں جائیں گے تو ہمارے یہ حواس سلامت ہوں گے؟ فرمایا بے شک، تو انہوں نے فرمایا فرشتے کون ہوتے ہیں ہم سے پوچھنے والے۔ میں ان کے منہ میں پتھر ٹھونس دوں گا۔ تم کون ہوتے ہو میں جانوں میرا رب جانے۔ تو میرے بھائی یہ تو ایمان کی بات ہے یقین کی بات ہے۔ تو رمضان المبارک کی برکتیں، پھر اعتکاف کی برکتیں، پھر اس میں لیلۃ القدر۔ میں دیکھ رہا تھا کچھ خوش نصیبوں کو شب قدر کو روحانی بیعت نصیب ہوئی۔ ہمارے ایک بہت پرانے اچھے نیک ساتھی تھے ان کا شب قدر کو وصال ہو گیا اجتماع میں رہے پھر رمضان شریف میں اگلے جمعے پر آئے ہوئے تھے چلے گئے کہ اگلے جمعہ پھر آؤں گا اس سے پہلے ہی وصال ہو گیا اور شب قدر تھی۔ کیسے کیسے لوگ ہیں اللہ کی کیسی کیسی نعمتیں ہیں۔ کس کس کو کیا کیا عطا کرتا ہے؟ حیرت ہوتی ہے۔ لیکن جب ہمیں با ہوش و حواس اس دنیا میں یہ نعمتیں نصیب ہوتی ہیں تو وہ ہمارے کردار سے نظر آنی چاہئیں۔ دنیا کی دولت آپ کے لباس سے نظر آتی ہے۔ آخرت کی دولت ہمارے کردار سے جھلکتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم قبر میں بھی امیر ہیں کہ نہیں۔ آخرت میں بھی ہمارا حال اچھا ہے یا نہیں تو جس طرح دنیا کی دولت ہمارے لباس سے ہمارے رہن سہن سے ہماری سواری سے نظر آتی ہے، اس طرح آخرت کی دولت ہمارے کردار سے نظر آنی چاہیے۔ تو میرے بھائی قرآن کریم ختم نہیں ہوتا دوبارہ شروع ہو جاتا ہے اور جنہیں فنافی الرسول نصیب ہو جائے ان کی تو لیلۃ القدر بھی ختم نہیں ہوتی۔ ہر شب شب قدر ہی ہے کہ انہیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہے۔

ایک صحابیؓ پھٹے کپڑوں والے غریب آدمی، مزدور پیشہ، مسجد نبوی میں بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ جنت کی تعریف فرما رہے تھے وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو جنت نہیں چاہیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے جنت کو طلب کرنے کا حکم دیا ہے یہ اس کی رضا کا مظہر ہے میں اس کی ترغیب دے رہا ہوں۔ تمہارے پاس کھانے کو ہے نہیں پہننے کو ہے نہیں اور تم اللہ کی جنت ٹھکرا رہے ہو۔

کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ وجہ یہ ہے کہ ہم تو اس دنیا کی زندگی کو اس زندگی سے بہتر سمجھتے ہیں، غریب ہیں دن بھر مزدوری کرتے ہیں تھکے ہارے آتے ہیں کبھی کھانا پورا ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا لیکن جب آتے ہیں وضو کرتے ہیں مسجد نبوی کا رخ کرتے ہیں۔ حضور ﷺ جلوہ افروز ہوتے ہیں رخ انور کو دیکھتے ہیں، دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اب جنت میں جائیں گے آپ ﷺ مقام محمود پہ ہوں گے ہم کہیں نیچے پڑے ہوں گے۔ کیا فائدہ اس جنت کا جہاں ہم بے تکلفی سے حضور ﷺ کی بارگاہ میں نہ آئیں، حضور ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو، ارشادات عالی نہ سنیں تو جنت میں کیا مزہ رہے گا؟ اب یہ رواجی بات نہیں تھی، رسمی بات نہیں تھی، خوشامد نہیں تھی، اس لئے اس کو اللہ نے جواب دیا۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے جواب اللہ نے دیا وحی آ گئی کہ میرے جو بندے میرے نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (النسآء:69)، وہ انبیاء کے ساتھ ہوں گے، صدیقین کے ساتھ ہوں گے، شہدا کے ساتھ ہوں گے صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ بڑی مزے کی مجلسیں ہوں گی جنت میں گھر تمہارا اپنا ہوگا، جیسا یہاں اپنا ہے مقام اپنا ہوگا لیکن تمہیں نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے کوئی نہیں روکے گا۔ صالحین و شہدا کے پاس جانے سے، وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا، مجلس کا تو مزہ ہی وہاں آئے گا وہاں بڑی مزے کی محفلیں ہوں گی۔ اب اگر کسی کو فنافی الرسول نصیب ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں اس کا سارا سال رمضان ہو گیا اس کی ہر شب شب قدر ہو گئی۔ لیکن میرے بھائی ان چیزوں کو سمجھا جائے تو قدر ہوتی ہے نا۔ میں بیٹھا تھا دفتر میں تو وہ ایک لڑکا جو سونے کا کاروبار کرتا ہے وہ آ گیا۔ اس نے دو چوڑیاں نکال کر مجھے دکھائیں، وہ کاروبار کرتا ہے سونے کا جواہرات کا، اب دو چوڑیاں تھیں زنانہ ان پر ڈائمنڈ لگے ہوئے تھے، تو میں نے پوچھا کتنے کی ہیں تو کہنے لگا پانچ کی تو میرے پاس میرا ایک رشتہ دار بیٹھا ہوا تھا کاشتکار، جو میں نے دیکھیں میں نے گھر بھیج دیں۔ بچوں نے دیکھیں کسی نے پسند نہیں کیں کہ ہمیں نہیں چاہیے تو واپس کر دیں تو وہ چلا گیا۔ تو وہ مجھے کہنے لگا کہ یار یہ دو تاریں سی ہیں اور اوپر ان پر کچھ سا لگا ہوا ہے اور یہ پانچ ہزار مانگ رہا ہے۔ میں نے کہا بھائی صاحب یہ 5 لاکھ مانگ رہا ہے۔ پانچ لاکھ؟ ہاں میں نے کہا یہ پانچ لاکھ مانگ رہا ہے میں تو سمجھا یہ سونے کی دو تاریں ہیں اور اوپر کچھ لگا ہوا ہے شیشہ لگا ہوا ہے، میں نے کہا بھائی صاحب یہ جواہرات لگے ہوئے تھے، ہیرے لگے ہوئے تھے ان کی قیمت 5 لاکھ ہے۔ اب جو نہیں جانتا اسے کیا، ایک تو کہانی سنی تھی نا کسی کاشتکار کو ہیرے مل گئے وہ سارا دن انہیں غلیل میں ڈال کر پرندے اڑاتا رہا کہ بڑے خوبصورت پتھر ہیں۔ وہ تو کہانی تھی یہ واقعہ خود میرے ساتھ ہوا میں نے دیکھا۔ یار اندھے کو بھی نظر آ رہا ہے وہ ڈائمنڈ لگے ہوئے ہیں اور ان کی قیمت 5 لاکھ ہو گی اس نے کہا دو تاریں سی ہیں اوپر کچھ سا لگا ہوا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ فنافی الرسول کی قیمت کیا ہے قدر نہیں ہوتی۔ اس حضوری سے کیا نصیب ہوتا ہے اگر ہم جانتے ہوں تو شاید اس کے بعد کچھ مانگنے کی حاجت نہ رہے اور نصیب ہو جائے تو پھر بندہ چھوڑے نہیں۔ تو اللہ کریم کا احسان ہے اس نے رمضان شریف عطا فرمایا شب قدر عطا فرمائی۔ بارگاہ رسالت کی حاضری سے سرفراز فرمایا۔ اپنی کتاب عطا فرمائی پڑھنے کی توفیق دی اس کا شکر ادا کیجیے۔ تلاوت کرتے رہیے اور رمضان کے بعد اپنا جائزہ لیتے رہیے۔ کچھ تو تبدیلی ہونی چاہیے۔ نظر آنی چاہیے۔ اللہ پاک سب کا مجاہدہ قبول فرمائے۔ اور نیکی کی توفیق ارزاں فرمائے۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ایک لاکھ نومسلم گورے

اوریا مقبول جان

یہ لوگ شیعہ ہیں نہ سنی، بریلوی نہ دیوبندی، وہابی نہ اہل حدیث، صرف اور صرف مسلمان، اسلام کی حقانیت پر صدق دل سے ایمان لانے والے اور اس کی تعلیمات کو پڑھنے کے بعد اسے قبول کرنے والے۔ ان کے آباء واجداد نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہ ہوگا۔ گورے، پکے گورے، جو صدیوں تک پاپائے روم، آسٹریا، سپین، روس اور انگلستان کی پاپائیت کے اسیر رہے۔ مدتوں ہماری طرح عیسائیت کے پچاس کے قریب گروہوں میں تقسیم رہے۔ جن کی حکومتوں پر ایک طویل عرصہ پادریوں کی احتساب عدالتوں کا رعب چلتا رہا۔ جو جب چاہتے، جسے چاہتے مرتد قرار دے کر اس کے وجود پر شیطانی ارواح کا غلبہ ختم کرنے کے لئے اسے جلتے ہوئے آگ کے الاؤ میں پھینک دیتے۔ تمام عمر کے لئے قید خانوں میں ڈال دیتے۔ سائنس دان، فلسفی، شاعر، ادیب، افسانہ نگار سب کے سب ان کے ظلم وستم کا شکار ہوئے۔ آگ کے الاؤ کا ایندھن صرف انسان ہی نہیں بلکہ کتابیں تک بنتی رہیں۔ ہائیڈل برگ کی مشہور زمانہ آگ تو تاریخ کا حصہ ہے جس میں تمام لائبریریوں سے فلسفہ، سائنس اور ادب کی لاکھوں کتابیں جلتی رہیں اور کئی دنوں تک آگ پورے شہر کو روشن کرتی رہی۔ ایک دن تنگ آ کر انہوں نے مذہب کو اپنے کاروبارِ زندگی سے ایسے نکالا کہ بس اُس کی رسومات باقی رہ گئیں اور زندگی سائنسی اخلاقیات، جمہوریت اور انسانی حقوق کے سہارے بسر کرنے لگے۔ اکثریت کہے کہ ہم جنس پرستی جائز تو برحق، لاکھوں نوجوان لڑکیاں بغیر شادی کے ماں بن جائیں تو انسانی حقوق کے تحت جائز۔ مذہب بس کرسمس اور ایسٹر کے دنوں میں کرسمس کا درخت سجانے، سانتا کلاز اور کیک وغیرہ تک محدود ہوگیا۔ یہ وہ بے روح معاشرہ تھا جس کا نوجوان دن بھر دفتری، کاروباری اور معاشی زندگی کا بوجھ اٹھائے اپنی بے چین روح کو کبھی رقص کے کلب، شراب کی بار اور بگڑ گئے تو نشے کے جھونکوں میں تسکین دیتا۔ اس معاشرے پر تقریباً ڈیڑھ صدی ایسی گذری کہ دنیا کی مادی کامیابی کا تمغہ ہی زندگیوں کا سب سے بڑا کارنامہ سمجھا جاتا رہا۔ بے چین اور مضطرب روحیں جن کے پاس نہ گھر بچا تھا سکون کے لئے اور نہ ازدواجی زندگی۔ ادھر مذہب میں کرسمس کے کیک، سانتا کلاز اور چند رسومات کے سوا کچھ باقی نہ تھا۔ لیکن ان سب لوگوں کے لئے اسلام بھی اتنا ہی اجنبی تھا بلکہ یہ تو ایک خوفناک اور ہیبت ناک تصور رکھتا تھا۔ خونخوار مرد، پردے میں لپٹی ہوئی عورتیں، زنا پر سنگسار کرنے والے، چوری پر ہاتھ کاٹنے والے، بے رحم سفاک۔

اسلام کا یہی وہ تصور تھا جسے صلیبی جنگوں کے بعد عیسائی پادریوں اور پھر روشن خیال دانشوروں نے اپنی تحریروں سے ان لوگوں کو بتایا۔ اُدھر برصغیر پاک و ہند سے جو مزدور پیشہ لوگ انگلستان گئے، ان کے پیچھے پیچھے شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث سب کے سب مولوی ان کے بلاوے پر وہاں جاپہنچے۔ برمنگھم شہر میں 160 مسجدیں ہیں لیکن کسی ایک کا دین کسی دوسرے سے نہیں ملتا اور کسی ایک کا چاند کسی دوسرے کے ساتھ آسمان پر برآمد نہیں ہوتا۔ ایسے میں گیارہ ستمبر آیا۔ خوفناک، سفاک اور ظالم مسلمان کی تصویر اور اُجاگر کی گئی۔ طالبان، دہشت گرد، امن کے دشمن، انسانوں کے قاتل، عورتوں کے لئے بے رحم۔ لیکن میرے اللہ کی تدبیر وحکمت بھی عجیب ہے۔ ادھر سارے کے سارے

مسلمان ممالک بے غیرتی کا لبادہ اوڑھ کر اپنے ہی بھائیوں کو دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر قتل کرنے لگے اور ادھر بے چین اور مضطرب روح رکھنے والے گورے نے اس 'خوفناک' اور 'سفاک' مذہب کی تعلیمات کا رخ کرلیا۔ اکثر تو یہ دیکھنے چلے تھے کہ مذہب میں قدر غیرانسانی کیوں ہے۔ لیکن اللہ جب ہدایت کے دروازے کھولتا ہے تو قتل کی نیت سے جانے والے عمر بن خطاب کو پوری اسلامی تاریخ کا وہ انسان بنادیتا ہے جس کے اصول حکمرانی پر مغرب بھی انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

وہی انگلستان جہاں گورے ایسی آبادیوں سے کوچ کر جاتے تھے جہاں برصغیر اور افریقہ کے مسلمان آ کر رہتے تھے۔ وہاں گذشتہ سال یعنی 2010ء میں پانچ ہزار دوسو (5200) خالص انگریز نسل کے گوروں نے اسلام قبول کیا یعنی روزانہ 15 انگریز مسلمان ہوئے۔ مزید شماریات کی زبان استعمال کی جائے تو ہر دو گھنٹے میں ایک گورے نے اسلام قبول کیا۔ یہ اعداد وشمار ایک برطانوی تھنک ٹینک "Faith Matters" نے شائع کئے ہیں۔ یہ حیران کن انکشافات سب سے پہلے سکاٹ لینڈ کے علاقے سے آئے جہاں مردم شماری کے دوران یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آپ بچپن میں کن مذہبی تعلیمات میں پروان چڑھے اور اب کونسے مذہب پر عمل پیرا ہیں۔ وہ حیران رہ گئے کہ 2001ء تک مسلمان ہونے والے 14200 لوگوں میں 8700 کے انگریز تھے، 700 سکھ، 400 ہندو اور 4400 افریقی اور لاطینی امریکی تھے۔ یہ تو خطرے کی گھنٹی تھی۔ ابھی حیرانی اس بات پر تھی کہ گیارہ ستمبر ہوا ہے اور یہ کیا تماشہ ہے۔ اس وقت تک یہی تصور تھا کہ برطانیہ میں مسلمان تو باہر سے آتے ہیں، یہاں نوکریاں کرتے اور پھر آباد ہوجاتے ہیں، گورے تو گورے ہی رہتے ہیں، آزاد خیال۔ تھا بھی ایسے ہی، 2001ء تک صرف 50000 کے قریب گوروں نے اسلام قبول کیا تھا اور صرف دس سال میں ان کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ وہی یعنی روزانہ پندرہ اور ہر دو گھنٹے میں ایک نسلی گورا مسلمان ہورہا ہے۔

لیکن ان میں سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے والوں میں ستر فیصد خواتین ہیں اور ان کی اوسط عمر 27 سال ہے۔ ان نوجوانوں کی بے چین روحیں اور مضطرب دل انہیں اسلام کے قریب لے آئے۔ لیان علی نے کہا کہ میں ایک عام نوجوان گوری لڑکی کی طرح کلبوں میں جاتی، شراب سے غم غلط کرتی، کسی کو میں چھوڑتی، کوئی مجھے چھوڑتا۔ ہانہ تجیمہ جو 23 سالہ فیشن ڈیزائنر ہے، اس نے کہا میرے پاس دولت، شہرت، بوائے فرینڈ سب کچھ تھا لیکن میری روح بے چین تھی۔ شمالی لندن کی 26 سالہ ڈینی ہورسلے جو ایک ڈانس ٹیچر ہے نے کہا میں نے بے چینی میں ہر مذہب کی کتابیں پڑھ ڈالیں لیکن مجھے اسلام کی تعلیمات نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ کہانیاں ہی کہانیاں ہیں۔ جنہیں کبھی انگلستان میں رہنے والے یقین نہیں کرتے تھے۔ پھر ان کے بڑے بڑے لوگ اسلام قبول کرنے لگے۔ سابق وزیر اعظم ایسکوتھ کی پوتی، سابق وزیر اعظم ٹونی بلئیر کی سالی، ڈائریکٹر جنرل بی بی سی لارڈ برٹ کا بیٹا۔ ایک طویل فہرست ہے ان اعلیٰ خاندانی روساء کی جو سترہ ہزار کے قریب بنتی ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک اور اہم بات یہ کہ ان میں دوتہائی لڑکیاں ہیں، وہ کلمۂ طیبہ پڑھتے ہی پہلا کام حجاب پہننے کا کرتی ہیں۔ اس لئے کہ انہیں کوئی روشن خیال، انسانی حقوق کا علمبردار، حدود آرڈیننس کے خلاف آواز بلند کرنے والی این جی او کی سربراہ گمراہ نہیں کرسکتی، اس لئے کہ ان لوگوں نے پڑھ کر اور سمجھ کر اسلام قبول کیا ہے۔ یہ لوگ نہ شیعہ ہیں نہ سنی، وہابی ہیں نہ بریلوی، یہ قرآن خود پڑھتے ہیں، حدیث کا خود مطالعہ کرتے ہیں اور ان کا ہادیٔ برحق سید الانبیاء ﷺ ہے۔ انہیں کوئی طالبان کا نام لے کر ڈرا نہیں سکتا، کوئی انہیں دہشت گردوں کا ساتھی کہہ کر خوفزدہ نہیں کرسکتا۔ یہ ساری کہانیاں جانتے ہیں۔ انہیں سب معلوم ہے کس کے منہ میں کس کی زبان ہے کس کے ٹی وی پروگرام میں کس کا پیسہ بول رہا ہے۔

بشکریہ روزنامہ "ایکسپریس"

جون 2011ء

ماهانه اجتماع پر بیان

شیخ المکرم حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ سَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ جَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ وَ الَّذِیۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِہِمۡ ۪ وَ مَنۡ یَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ۪۟ وَ لَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَ نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ۝ (ال عمران: 136-133)

اللہ کریم کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہر ہر فرد پر اس کے بے پناہ احسانات ہیں۔ اس کی دی ہوئی نعمتیں ہر فرد بے دریغ استعمال کر رہا ہے۔ ایک نظر کی نعمت کو ہی دیکھ لیں، سماعت کو دیکھ لیں، قوت گویائی کو دیکھ لیں۔ ایک ایک شعبے کا اندازہ کیجیے۔ ہر امیر و فقیر کے پاس بے پناہ نعمتیں ہیں۔ لیکن انسانی مزاج عجیب ہے اکثر لوگوں کو شکر کرنے کی بجائے اللہ کریم سے شکایت رہتی ہے۔ اور اپنی خواہشات پر اپنی آرزوؤں پہ سب خوش ہیں اسی پر زندگی لٹائے جا رہے ہیں ساری زندگی انہی حسرتوں پر لبریز گزار کر چلے جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑی بدنصیبی ہے کہ یہ زندگی حسرتوں کی نذر ہو جائے اور آئندہ زندگی کا بھی کچھ نہ بن سکے۔ یہ دنیا ایک ہی بار ہے، سنہری موقع ہے، دوبارہ نہیں ملے گا۔ ساری تعمیر آخرت اور دنیا کی زندگی پر ہے۔ اللہ کریم کی بے پناہ نعمتیں ہیں اور بہت بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے! پھر حضور ﷺ کا زندہ معجزہ اور اللہ کی کتاب قرآن حکیم ایک بہت ہی انمول تحفہ ہے ضرورت یہ ہے کہ اللہ اس کی سمجھ عطا فرمائے۔ صرف معنی سمجھ لینا مفہوم جان لینا بہت بڑی بات ہے لیکن اصل بڑی بات یہ ہے کہ اس پر یقین ہو اعتماد ہو ایمان کی دولت ہو۔ جس کا اللہ کریم اپنی کتاب میں حکم دے رہے ہیں۔ کتاب اللہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے ایک بحرِ بے کراں ہے اللہ کا کلام ہے ایک محاورہ ہے" کلام الملوک ملوک الکلام"، بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوا کرتا ہے۔ اللہ حقیقی بادشاہ ہے باقی سب تو پتلی تماشا ہیں۔ اس کا کلام بے مثل بے مثال ہے۔ جیسے اس کی ذات ہے ویسے اس کی صفات ہیں۔ کلام الٰہی بھی صفت باری ہے اور یہ بے مثل اور بے مثال ہے۔

تحدیث نعمت کے طور پر میں اللہ کا احسان شمار کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اللہ نے مجھے یہ سعادت بخشی کہ میں نے تفسیر قرآن لکھی، اسرار التنزیل۔ اس کا بھی ایک عجیب نظام تھا۔ پورے

خوشخبری

حضرت امیر المکرّم کے نو دریافت طبی نسخوں میں اضافہ

حضرت امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ صحیح معنوں میں ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو ان کی دسترس سے باہر ہو۔ طب و حکمت سے تو بطور خاص ہر دور میں صوفیاء عظام اور علماء کرام کو خاص شغف رہا۔ حضرت امیر المکرم بھی اس شعبہ میں پیچھے نہیں اور مختلف جڑی بوٹیوں اور قدرتی اجزاء سے ایسے نسخہ جات دریافت فرما رہے ہیں جو مختلف بیماریوں سے نجات کیلئے انتہائی مؤثر ہیں حال ہی میں حضرت امیر المکرم کے نو دریافت نسخہ جات میں انتہائی خوش آئند اضافہ ہوا ہے۔ ضرورت مند استفادہ کر سکتے ہیں۔

- کلسٹرو کیئر Cholestro Care — Rs. 200 — کلیسٹرو کو صحیح حالت پر رکھتا ہے۔
- Cough Ez — Rs. 30 — کھانسی کیلئے گولیاں
- پین گو Pain Go — Rs. 100 — مالش کیلئے ہر طرح کے درد کیلئے مفید ہے
- کیوریکس Curex — Rs. 175 — کھانے کیلئے جوڑوں کے درد اور کمر کے درد سمیت ہر قسم کے دردوں کیلئے
- ہیر گارڈ آئل Hair Guard Oil — Rs. 500 — بالوں کی صحت کیلئے مفید ہے۔
- Detergent Super Wash — Rs. 75
- Shampoo Hair Care — Rs. 100

0321-6569339

ملنے کا پتہ:
دار العرفان منارہ ضلع چکوال فون 0543-562200
17-اویسیہ ٹاؤن شپ، لاہور فون 042-35182727

علوم جدیدہ اور دینیہ کا حسین امتزاج۔ اقبال کے شاہینوں کا مسکن۔ راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق سے مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پوزیشن لینے والا واحد ادارہ

ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

پری کیڈٹ تا ایف ایس سی

صقارہ سائنس کالج

داخلہ جاری ہے

(پری میڈیکل، پری انجینئرنگ)	داخلہ ایف ایس سی پارٹ 1	پری کیڈٹ اور آٹھویں جماعت
ہاسٹل کی سہولت بہترین موسم	صحت افزاء مقام	شاندار مستقبل کیلئے نادر موقع

طلباء کی کردار سازی کے ساتھ ساتھ چار گھنٹے رات ساڑھے دس بجے تک قابل اساتذہ کی نگرانی میں کوچنگ کا اہتمام

پرنسپل حاجی محمد خان ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم ایڈ (ریٹائرڈ ایگزیکٹو آفیسر محکمہ تعلیم گورنمنٹ آف پنجاب)

مزید معلومات کیلئے براہ راست رابطہ کریں۔

صقارہ سائنس کالج دار العرفان منارہ ڈاکخانہ نور پوری ضلع چکوال۔ فون نمبر: 0543-562222, 562200

FOR FEED BACK: SIQARIAH@SIQARAHEDU.COM, SIQARAHEDU.COM
VICEPRINCIPAL@SIQARAHEDU.COM , VISIT AT: WWW.SIQARAHEDU.COM

سال میں صرف ایک مہینہ رمضان المبارک میں تفسیر لکھا کرتا تھا۔ رمضان شریف گذر جاتا اور دوسرے دن اگر میں لکھنا بھی چاہتا تو سمجھ نہیں آتی تھی۔ پھر اگلے سال جیسے ہی رمضان آتا قلم پھر شروع ہو جاتا تو یوں دس جلدیں بارہ سالوں میں لکھی گئیں۔ تین پارے ایک جلد میں کم و بیش ہو جاتے تھے۔ دس جلدیں بنیں پھر آج کل اس کی چھ جلدیں بنادی گئیں یوں بارہ سال لگے۔ درمیان میں دو سال کسی بیماری کسی مصروفیت کی وجہ سے رہ گئے اور پنجابی تفسیر شروع کی ایک ایک لفظ کا ترجمہ تشریح الحمدللہ اٹھائیسویں پارے میں چل رہے ہیں۔ پھر جمعہ پہ تقریری تفسیر شروع کردی تو اس کا بھی اب آٹھواں پارہ چل رہا ہے الحمدللہ۔ پھر اللہ کریم نے احسان فرمایا ترجمہ لکھنے کی توفیق ہوئی مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیسے ہوا؟ نو بجے بیٹھ کر تین بجے تک چھ گھنٹے مسلسل میں لکھتا رہتا تھا اور کوئی تھکاوٹ نہیں ہوتی تھی حالانکہ مجھ سے زیادہ لکھا نہیں جاتا۔ خط کا جواب بھی اکثر نہیں دیتا۔ جس میں کوئی جواب طلب چیز نہ ہو اور جواب طلب بات ہو تو زیادہ سے زیادہ دو تین سطروں میں لکھتا ہوں لیکن ترجمہ چھ چھ گھنٹے مسلسل لکھتا رہا، الحمدللہ مکمل ہو گیا۔ تو یہ تین چار بار تفسیر اور ترجمے کے اعتبار سے سارے قرآن کریم کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سارے قرآن کریم کا حاصل جو میں سمجھ سکا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ بندے کا اللہ سے تعلق استوار ہو جائے اللہ کو اللہ مانے، ویسا مانے جیسا وہ ہے اور یہ تعین صرف اللہ کے رسول ﷺ ہی کرتے ہیں کہ اس کی ذات اور اس کی صفات کو کیسے مانا جائے۔ جب اللہ کو اللہ مان لیا جائے یہ ایمان نصیب ہو جائے تو پوری زندگی بدل جاتی ہے، ساری زندگی کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اللہ کو قادر بھی مانے، اپنا رازق بھی مانے، اپنا مشکل کشا بھی مانے، بیماری سے شفا دینے والا بھی مانے، اس لئے کہ ہر کام ہر وقت ہر جگہ وہی کر رہا ہے۔ یہ سمجھ آجائے تو سب سے پہلی نعمت یہ نصیب ہوتی ہے کہ غیر اللہ سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ بندہ دوسروں کا محتاج نہیں رہتا۔ یہ بہت مشکل کام ہے اس دنیاوی زندگی میں غیر اللہ کبھی انسانوں کے روپ میں ہوتے ہیں کبھی امیدوں کے روپ میں ہوتے ہیں کبھی خواہشات کے روپ میں ہوتے ہیں۔ تو جو انسانوں یا بتوں میں مجسم خدا ہیں ان سے جان چھڑانا بھی مشکل کام ہے، لیکن سب سے مشکل اپنی خواہشات اور آرزوؤں کے جو معبود بنے ہوئے ہیں ان سے جان چھڑانا ہے۔ اس کی اللہ کریم نے نشاندہی فرمائی اَرَءَ یْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَهٗ هَوٰهُ (الفرقان:43) آپ نے ان لوگوں کو دیکھا؟ جنہوں نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے۔ خواہش کو مجسم کر کے کوئی اس کے آگے سجدہ نہیں کرتا لیکن جب اللہ کا حکم چھوڑ کر اپنی خواہش کی پیروی کی جائے، مانا جائے تو اللہ فرماتا ہے اس نے اس کی عبادت کی میری چھوڑ دی۔ یہ آخری کام ہوتا ہے جس کی توفیق اللہ دے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ سورہ فاتحہ جو فاتحہ الکتاب ہے یہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے سارا قرآن اس کی تفسیر ہے جو کچھ قرآن میں بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں آیا ہے۔ اور سورہ فاتحہ کا جو ماحصل ہے، خلاصہ ہے وہ اس کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں موجود ہے اور اس بسم اللہ کا جو خلاصہ ہے وہ اس کی پہلی ب میں موجود ہے۔ چونکہ یہ پہلی ب بائے تلبس ہے اسم اللہ سے جوڑنے والی ہے اور سارے قرآن کا حاصل یہ ہے کہ

اللہ کے ساتھ جڑ جاؤ۔ اللہ کو مانو اور جب مانو گے جیسا وہ ہے تو پھر نافرمانی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جب اللہ کو مان لیا جائے جیسی اس کی ذات، جیسی اس کی صفات، جیسی اس کی شان ہے تو بندہ نافرمانی کا سوچ نہیں سکتا یہ بڑی عجیب بات ہے ساری زندگی بدل جاتی ہے۔ اصل مسئلہ اسی ماننے کا ہے۔ اس آیہ کریمہ میں اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف دوڑو جتنا ہو سکے جلدی کرو پورا زور لگادو زندگی کے سارے وسائل اس بات پہ صرف کر دو فرمایا: رَّبِّکُمْ وہ میرا پروردگار یہاں اسم ذات استعمال نہیں کیا بلکہ فرمایا اپنے رب کی رضا کی طرف دوڑو کہ وہ تمہارا خالق بھی ہے پالنہار بھی ہے اس کے اتنے احسانات ہیں کہ ہر نعمت اس کی دی ہوئی ہے لہٰذا اس کی بخشش کی طرف پوری ہمت سے دوڑو اور اس کی بخشش کیا ہے، جنت اس کی بخشش کا مظہر، جسے آپ سند کہہ لیں وہ جنت ہے۔ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ارض و سماء جتنا تو اس کا عرض ہے طول کتنا ہوگا؟ اللہ کی بنائی ہوئی بہت وسیع جگہ ہے۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ (ال عمران: 133) اہل تقویٰ کے لئے بنائی گئی ہے۔ جب اللہ کریم دوزخ سے منع فرماتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں دوزخ میں مت جاؤ تو دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (البقرہ:24) دوزخ تو کافروں کے لئے بنائی گئی ہے اور تم کلمہ پڑھ کے کافروں کی طرح دوزخ کی طرف کیوں جا رہے ہو، تمہارے لئے تو نہیں بنی، تم ادھر کیوں جا رہے ہو؟ اور جنت اس کے لئے ہے جسے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ تقویٰ کے بہت سے معنی بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا دلی تعلق اللہ سے ایسا پیدا ہو جائے کہ وہ اسے نافرمانی سے روک دے، اللہ کی ناراضگی برداشت نہ کرے اسے صاحب تقویٰ کہتے ہیں۔

اہل تقویٰ کی خصوصیات کیا ہیں؟ فرمایا: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے منتیں مانتے ہیں اللہ مجھے ایک کروڑ روپے دے دے تو اس میں سے میں دس لاکھ تیرے نام پہ خرچ کر دوں گا۔ ایسی تمناؤں میں عمر گذر جاتی ہے۔ فرماتے ہیں یہ تقویٰ نہیں ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ تمہارے پاس دو پیسے ہیں تو ایک پیسہ اللہ کی راہ میں دے دو وہ تمہیں چار دے دے گا۔ تم پھر اس میں سے دو پیسے دے دو وہ تمہیں آٹھ دے دے گا اعتبار تو کرو اس پر اور تم اس انتظار میں رہو کہ پہلے وہ ڈھیر سارے دے پھر اس میں سے کچھ ہم دیں گے تو اتنا محتاج تو وہ نہیں ہے اسے کیا ضرورت ہے؟ ہماری زندگی کی فلاسفی ایک ہے ہم کہتے ہیں وہ چیز مل گئی تو پھر اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے۔ اللہ فرماتے ہیں متقی وہ ہیں جب فراخی ہو تو بھی میری راہ میں خرچ کرتے ہیں تنگی ہو تو بھی کچھ نہ کچھ میری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس چیز کو پہلے رکھا چونکہ دنیا کی زندگی میں انسان کی محبوب ترین چیز یہی ہوتی ہے۔ آپ دیکھیں ہمارے ملک میں ایسے ایسے لوگ ہیں کہ ان کی دس نسلیں بھی خرچ کرتی رہیں تو پیسہ خرچ نہیں ہوتا اتنا کچھ وہ جمع کر چکے ہیں لیکن اس کے باوجود اژدھوں کی طرح ان کے منہ کھلے ہوئے ہیں اور ہر طرف پھنکار رہے ہیں کہ کہیں سے کچھ مل جائے ان کی بھوک مٹتی نہیں یعنی اب اگر اس کے بعد وہ اگر ایک پیسہ بھی نہ کمائیں تو ان کی آٹھ آٹھ دس دس نسلیں بھی خرچ کرتی رہیں تو اتنی دولت جمع کر چکے ہیں کہ وہ ختم نہیں ہوتیں اور

مزے کی بات ہے کہ بیٹا باپ کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے آتا ہے دو سال چار سال بعد اسے قبرستان لے جاؤ تو کہتے پہ نام نہ لکھا ہو تو وہ قبر تلاش نہیں کر سکتے وہ جو پیچھے عیش کریں گے وہ کب تمہیں یاد رکھیں گے۔ کس کے لئے جمع کر رہے ہو؟ تو اس مرض کا اللہ نے علاج بتایا کہ جسے دنیا سے محبت نہیں ہوتی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے پاس تھوڑا ہو تو تھوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ امیر ہوتے ہیں تو زیادہ میں سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں اور چوری چھپے بھی خرچ کرتے ہیں اور ظاہر بھی خرچ کرتے ہیں۔ یہ ہے دولت کی ہوس اور انسانی مزاج کا ایک پہلو جو سب سے زیادہ غالب ہوتا ہے کہ مجھے کچھ مل جائے کہاں سے ملتا ہے، کتنا ملتا ہے؟ اس میں بندہ ڈوب جاتا ہے اسے کہتے ہیں قوت شہوانیہ یعنی خواہشات میں ایک خواہش کا نام شہوت ہے۔ شہوت سے مراد ہوتی ہے دنیا کی لذتوں کی طلب تو اسے قوت شہوانیہ کہتے ہیں مال جمع کرنا، لوٹنا، حرام حلال، جائز ناجائز کی تمیز کے بغیر۔

متقی وہ ہیں جو اس قوت پہ قابو پا لیتے ہیں۔ مال جمع نہیں کرتے، مزدوری سے، محنت سے، تجارت سے کماتے ہیں اور پھر اس میں سے میری راہ میں خرچ کر دیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ اس سے اللہ کریم راضی ہوتے ہیں۔ زیادہ ہو تو زیادہ خرچ کرتے ہیں اور کم ہو تو کم خرچ کر دیتے ہیں کرتے ہیں پھر اس کے بعد دوسری قوت غضبیہ یہ دو قوتیں انسانی زندگی کے بہت بڑے محرک ہیں۔ ایک لالچ میں پتہ نہیں انسان کیا کر گزرتا ہے؟ دوسرے غصے میں پاگل ہو کر وہ کچھ کر گزرتا ہے جس کی اسے خود بھی توقع نہیں ہے فرمایا وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ متقی وہ ہیں جو اپنے غصے پہ قابو رکھتے ہیں۔ جب غصہ آتا ہے تو ان کی نگاہ میری عظمت کی طرف جاتی ہے۔ اپنی حیثیت دیکھ کر چپ کر جاتے ہیں کہ میرا غصہ کیا کرے گا اگر اللہ کریم ناراض ہو کر کچھ نہ دے تو پھر کیا کرو گے یعنی دولت کے لالچ میں نہیں پڑتے دنیا جائز اور حلال ذرائع سے کمانا درست ہے جائز ہے اللہ دولت دے تو اچھا کھانا، اچھا پہننا، اچھا گھر بنانا اولاد کو اچھی تعلیم دینا، سب درست لیکن جائز وسائل سے۔ لیکن صرف یہی نہیں ان جائز وسائل سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرے تا کہ دولت کا جو عشق ہے وہ دل میں نہ جم جائے دولت کی محبت دل میں نہ جم جائے اسے جائز وسائل سے کمائے، استعمال بھی کرے، اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرے، پوشیدہ بھی کرے، اعلانیہ بھی کرتا رہے۔ اب جب غصہ آئے تو اس کی عظمت پر نگاہ پڑے۔ بندہ سوچے کہ غصہ کر کے کسی کو قتل کر دیتا ہوں، میں غصہ کر کے کسی کی بے عزتی کر دیتا ہوں تو وہ کریم اگر مجھ سے ناراض ہو گیا تو میں کہاں جاؤں گا۔ یہ سوچ کہ اپنا غصہ پی جائے۔ اب جب یہ دو صفات حاصل ہو جائیں تو پھر ایک صورت بن جاتی ہے۔ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ میرے بندوں سے درگذر کرتے ہیں خود معافی کے طالب ہوتے ہیں تو دوسروں کو معاف کرتے ہیں۔ لوگوں سے غلطیاں ہوتی ہیں کوتاہیاں ہوتی ہیں تو میری رضا کے لئے ان سے درگذر کر جاتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ان خواہشات پہ اگر بندہ قابو پا لے تو اس میں خلوص آ جاتا ہے اور جو عبادت کرتا ہے وہ بھی خلوص سے کرتا ہے، جو مزدوری کرتا ہے وہ بھی خلوص سے کرتا ہے، جو بات کرتا ہے وہ بھی کھری کرتا ہے اور ایسے بندوں سے اللہ پیار

کرتے ہیں وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ انہیں محبوب رکھتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن وہ بھی انسان ہی رہتے ہیں اور اس دار دنیا میں رہتے ہیں۔ نفس بھی ہے، شیطان بھی ورغلانے والا ہے پھر ماحول اور معاشرہ بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اور مال و اولاد شیطان سے بھی بڑا فتنہ ہے۔ نبیؐ کے ایک ارشاد عالی کا مفہوم ہے کہ شیطان تو صرف مشورہ دیتا ہے دل میں ایک بات القا کر دیتا ہے۔ انسان جب برائی پہ آتا ہے تو وہ آپ کے سامنے عملاً برائی کرتا بھی ہے کبھی آپ کو پکڑ کر برائی کی طرف کھینچتا بھی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا انسانوں میں سے جو شیطان بن جاتا ہے وہ ابلیس کی اولاد سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے تو اگر معاشرہ ہی شیطانوں سے بھر جائے؟ ذرا دنیا پہ نظر دوڑائیں پہلے اپنے آپ کو اپنے گھر، ملک کو دیکھیں کیا ہو رہا ہے پھر اس کے بعد دنیا کو دیکھیں، دنیائے کفر کو دیکھیں۔ اگر دنیائے اسلام میں یہ کچھ ہو رہا ہے تو دنیائے کفر میں کیا کچھ ہو رہا ہوگا۔ یہ کیا ہے ساری شیطنت ہے اور یہ بندے کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اللہ بچانے والے ہیں۔ اگر بندے کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو تو وہ بچ جاتا ہے لیکن بتقاضائے بشریت کبھی کوئی غلطی کر بیٹھتا ہے وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً۔ فاحشہ کا ترجمہ ہم کیا کریں گے؟ ان بزرگوں نے کیا لکھا ہے؟ انہوں نے لکھا ہے: ایسے لوگ جب ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں زیادتی ہو۔ نہیں! مزا نہیں آیا۔ ہم فاحشہ یا فواحش کس کو کہتے ہیں؟ جو شریف انسانوں کو بہت بری لگے اچھی نہ لگے اسے بے حیائی کہتے ہیں۔ کوئی ایسا کام جو دیکھنے سننے والوں کو اچھا نہ لگے ان کے دل میں نفرت پیدا ہو کہ اس نے غلط کیا ہے اسے بے حیائی کہتے ہیں۔ تو پھر فَاحِشَۃً کا ترجمہ ہوگا ایسے کام جو اللہ کو پسند نہ آئیں وہ سارے فاحشہ ہیں۔ فَاحِشَۃً کا ترجمہ پھر یہ بنے گا کہ اللہ کریم کی پسند کے خلاف ان سے کوئی کام ہو جائے اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ اپنے آپ پر کوئی ظلم ڈھا بیٹھے۔ اپنے آپ پر کون ظلم کرتا ہے؟ ہر وہ بندہ جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ اپنے آپ پر ظلم کا پہاڑ توڑتا ہے۔ تو ماحول ایسا ہے پھر شیطان سرگرم عمل ہے۔ انسانوں میں سے اکثریت اس کے ساتھ شامل ہو گئی ہے۔ یہاں تو یہ عالم ہے کہ ارض پاک میں نام ہمارے ملک کا پاکستان ہے اور یہاں عالم یہ ہے کہ کوئی دینی پروگرام بھی چل رہا ہو تو اس میں بھی اگر اشتہار آجائے تو آپ بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتے۔ یعنی بے حیائی کا یہ عالم ہے کہ اشتہار صابن کا ہو تو بھی خاتون کو نیم برہنہ دکھاتے ہیں۔ سارے اشتہار اس طرح کے ہیں۔ یعنی ان میں اتنی بے حیائی ہے جس کا کبھی یہاں تصور بھی نہیں تھا اور عجیب بات ہے خبر نشر ہو جائے گی فلاں جگہ دھماکا ہو گیا دس بندے مر گئے ستر زخمی ہو گئے یہ ہو گیا وہ ہو گیا پھر اشتہار آجائے گا اس میں ناچ گانا شامل ہوگا۔ یعنی پہلے وہ رو پیٹ رہے تھے پھر ناچ گا رہے ہیں پھر اشتہار ختم ہو گیا پھر وہی دردناک خبریں شروع ہو جائیں گی۔ پتہ نہیں یہ قوم آوارہ ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ یہ مسلمان بھی ہیں مسلمانوں کا یہ عالم ہے تو غیر مسلموں کا کیا ہوگا؟ تو اگر اللہ کی پسند کے خلاف کوئی عمل سرزد ہو جائے یا کوئی بڑا گناہ کر بیٹھے اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں تو کیا کرتے ہیں؟ اللہ کے ساتھ جڑنے کا طریقہ کیا ہے؟ کیسے اللہ، اللہ ہے بندہ، بندہ ہے۔ وہ خالق ہے، ہم مخلوق ہیں۔ مخلوق میں سے بھی آدمی ایک بہت چھوٹی سی چیز ہے۔ اللہ کی مخلوق اتنی ہے کہ اگر انسان ایک اکائی کے طور پر اپنے

آپ کو لکھنا چاہے تو اشارہ یہ لگا کہ صفر لگانا شروع کر دے تو ساری زندگی صفر لکھتا رہے گا ایک لکھنے کی باری نہیں آئے گی۔

تو ہم کیسے اللہ کے ساتھ جڑ سکتے ہیں۔ یہ قرآن حکیم میں جگہ جگہ اللہ نے بتایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل:8) اللہ کے ذاتی نام کا ذکر کرو اور اتنا کرو کہ صرف اللہ یاد رہ جائے کائنات محو ہو جائے۔ تَبْتِيلًا تبتل ہوتا ہے ایک طرف سے کٹ جانا دوسری طرف جڑ جانا۔ یعنی اتنی اللہ اللہ کرو اتنا اللہ کا ذکر کرو کہ سوائے اللہ کے کچھ خبر نہ رہے اپنا آپ بھی بھول جائے صرف اللہ رہ جائے۔ جب یہ نعمت نصیب ہوگی تو پھر عبادات پر عمل کی توفیق بھی نصیب ہوگی زندگی کے تمام کاموں میں نیکی کرنے کی بھی توفیق نصیب ہوگی اب یہ تو ایک سبیل بن گئی ایک وسیلہ بن گیا وصول الی اللہ کا۔ غذا بن گئی روح کی۔ فرمایا جواب ہی یہی ہے، میرے وہ بندے جو بڑے مخلص ہوتے ہیں جو خواہشات پہ قابو رکھتے ہیں جو میری راہ میں خرچ کرتے ہیں، جو درگزر کرتے ہیں اگر ان سے بھی بھول چوک ہو جائے فَاحِشَةً کوئی ناپسندیدہ کام کر بیٹھیں اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یا کوئی گناہ کر بیٹھیں یا اپنے آپ پر ظلم کا پہاڑ توڑ بیٹھیں تو پھر اس کا علاج بھی یہ کرتے ہیں ذَكَرُوا اللّٰهَ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کو یاد کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اتنی اللہ اللہ کرتے ہیں کہ اس گناہ سے بھی بخشش ہو جائے اور آئندہ نیکی کی بھی توفیق ہو جائے فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ انہیں احساس ہوتا ہے کہ میں نے غلطی کی ہے۔ اس کے لئے اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! قرآن کا اپنا انداز ہے۔ اللہ سمجھ دے تو مزا آتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ تو کتنے ہی گناہ کر بیٹھا ہے لیکن تو کہاں جائے گا؟ پھر ذکر شروع کر دے تو کہاں جائے گا۔ اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ معاف کرے گا۔ کس کے پاس جائے گا۔ ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ

رات کو کہیں آدھی رات کو بیت اللہ شریف گئے ایک بندہ طواف کر رہا تھا۔ ستر کے شروع شروع میں جب حج کی سعادت پہلی بار نصیب ہوئی تو اس وقت بھی تھوڑے لوگ ہوتے تھے اور میں عموماً رات کو ایک، سوا ایک، ڈیڑھ بجے اٹھ کے جاتا تھا طواف کے لئے تو کبھی تو ایک بندہ ہوتا تھا کبھی دو ہوتے تھے یا چار ہوتے تھے اس سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔ آرام سے طواف کرو بوسے دو حجر اسود کو، کوئی ہجوم نہیں ہوتا تھا اور ویسے حج کے دنوں میں بھی مطاف چھوٹا سا بنا ہوتا تھا اور باقی سارا صحن کنکریوں سے بھرا ہوتا تھا۔ اب لوگوں کے پاس آنے جانے کے لئے وسائل زیادہ ہو گئے ہیں تو اب تو بڑا رش ہوتا ہے بلکہ بیت اللہ کی ساری بلڈنگ چھتوں تک بھر کے سڑکوں پر باہر بھی رش ہوتا ہے تو جس زمانے کا واقعہ بیان ہوا ہے تب تو بہت تھوڑے لوگ ہوتے تھے۔ تو ایک بندہ طواف کر رہا تھا اللھم لبیک اللھم لبیک کہہ رہا تھا اور ہاتف کی آواز آرہی تھی کہ نکل جا میرے گھر سے اور چلا جا یہاں سے، تیری بات نہیں سنی جائے گی اور وہ شخص طواف میں مصروف تھا تو وہ بزرگ جنہوں نے ہاتف کی آواز سن لی وہ لرز گئے۔ جب وہ شخص طواف کرتا ہوا ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے روک لیا۔ انہوں نے فرمایا اللہ کے بندے میں ہاتف کی آواز سن رہا ہوں کیا تم سن رہے ہو؟ اس نے ان کی طرف دیکھ کر کہاں کہ وہ مجھے مخاطب کر کے کہہ رہا ہے۔ جسے مخاطب کر رہا ہے وہ نہیں سن رہا اور آپ سن رہے ہیں؟ اگر آپ نے سنی ہے تو میں تو آپ سے پہلے سن رہا ہوں چونکہ مجھے وہ مخاطب کر رہا ہے۔ بزرگ نے کہا کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تمہیں زمین میں غرق کر دے یا آسمان سے عذاب اتار دے۔ تو اس نے کہا کوئی دوسرا ایسا در نہیں ہے۔ تو مجھے دکھا دے میں ادھر چلا جاؤں، کہاں جاؤں یہاں سے نکل کر اگر وہ کہہ رہا ہے کہ میرے گھر سے نکل جا تو ایسا کوئی ہے جس کے گھر میں جاؤں جس کے دروازے پہ جاؤں؟

اس پر انوار رحمت نے اس کو ڈھانپ لیا تو فرمایا اگر غلطی ہو جاتی ہے انسان ہیں انسانی معاشرے میں رہتے ہیں اپنا نفس ہے، شیطان ہے، ماحول ہے، افراد ہیں، کوئی کسی کے ساتھ مل کر گناہ میں ملوث ہو جاتے ہیں تو اس کا علاج بھی یہی ہے ذَکَرُوا اللّٰہَ اللہ کا نام لیتے ہیں اللہ کا ذکر کرتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اتنا یاد کرتے ہیں اور اسی سے پھر اپنے جرم کی معافی طلب کرتے ہیں۔ بڑا پیارا جملہ ہے فرماتا ہے کہاں جائیں گے؟ گناہ کر بیٹھے ہیں غلطی کر بیٹھے ہیں، تو کہاں جائیں؟ وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ کے سوا کون بخشے گا کس کے پاس جائیں پھر میرے ہی پاس آتے ہیں لیکن ایک بات ہے توبہ کا تقاضا یہ ہے کہ وہ گناہ چھوڑ دیں وَ لَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا جو غلط ہوگئی ہے اسے دہراتے نہیں ہیں۔ پھر یہ نہیں کہ توبہ تو بھی کرتے رہیں اور برائی بھی کرتے رہیں یہ نہیں کرتے غلطی کو برائی کو جو ہوگئی چھوڑ دیتے ہیں اس پہ اصرار نہیں کرتے اور مجھ سے بخشش چاہتے ہیں تو فرمایا انہیں اور کون بخشے گا۔ اور کون ہے جو بندے کو معاف کرے، بخشے جو اس کی خطاؤں سے درگذر فرمائے۔ صرف میری اکیلی ذات ہے وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ اور وہ یہ حقیقت جان رہے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا بخشنے والا نہیں غلطی ہوگئی اس سے توبہ کر لیتے ہیں آئندہ اسے چھوڑ دیتے ہیں اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ کی طرف سے یہ صلہ ملتا ہے کہ ان کی خطائیں بخش دی جاتی ہیں اور انہیں جنت عطا کر دی جاتی ہے۔ باغات ان کے لئے بنا دیئے گئے ہیں، تیار کر دیئے گئے ہیں، جن کے تابع نہریں بہتی ہیں۔ تقریباً اکثر ترجموں میں میں نے دیکھا باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ نیچے کا لفظ جو ہے مفہوم ادا نہیں کرتا حقیقت یہ ہے کہ ان کے تابع نہریں بہتی ہیں یعنی دنیا میں باغات نہروں کے تابع ہیں، پانی کے تابع ہیں جہاں پانی پہنچتا ہے وہاں باغ لگ سکتا ہے۔ جنت میں جنتی جہاں باغ اگانا چاہتا ہے، پانی وہاں جاتا ہے۔ دنیا کے باغ نہروں کے تابع ہیں جنت کی نہریں باغوں کی تابع ہیں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ان کے تحت، ان کے تابع نہریں چلتی ہیں۔ پھر خزاں کا وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ پہاڑ کی چوٹی پہ باغ بنائیں نہر کا کام ہے کہ ادھر پہنچے اب اس کی مجبوری ہے اسے وہاں جانا ہے وہ تو مالک الملک کا حکم ہے وہاں پہنچے گی خٰلِدِیْنَ فِیْھَا پھر اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کوئی خطرہ نہیں موت کا، نہ بیماری کا، نہ تکلیف کا ہوگا فرمایا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ کام کرنے والوں کا کتنا خوبصورت اجر ہے، کتنا خوبصورت معاملہ ہے کہ چند سال دنیا میں محنت کی مزدوری کی خواہشات پہ کنٹرول کیا، اللہ کا شکر کیا، اللہ کو یاد کیا، اللہ کے ساتھ ہوگئے۔ چند روزہ زندگی ہے۔ پوچھا جائے گا قیامت کو جب لوگ زندہ ہوں گے گنہگاروں اور کافروں سے کہ کتنے عرصے رہے تم دنیا میں یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ (المؤمنون:113) یا اللہ دن بھر رہے ہوں گے یا دن کا کچھ حصہ فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ ○ ہمیں تو گنتی بھی نہیں آتی جن کو آتی ہے ان سے پوچھ لیجیے۔ دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں لمحہ بھر بھی نہیں بنتی تو اس تھوڑی سی زندگی میں انہوں نے عمل کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نعمتیں پالیں۔ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ مزدوری کرنے والوں کے لئے خوشی ہے کہ چند دن مزدوری اور ابدالآباد اس کا انعام پاتے رہے۔ تو میرے بھائیو یہ انسانی زندگی کی تصویر ہے۔ قرآن کریم ہر آیت ہر صورت میں ایک الگ انداز میں منظر کشی کرتا رہتا ہے۔ بہت خوبصورت کتاب ہے اللہ کی، بہت پیاری ہے اور جو کہتی ہے حق کہتی ہے کوئی بھی لفظ خلاف حق نہیں ہے، خلاف واقعہ نہیں ہے لیکن ان حقائق کا پتہ تب چلتا ہے جب دل کو اللہ کے نام سے آباد کیا جائے دل میں جب روشنی آئے۔ آنکھوں میں بینائی نہ ہو تو کیا دیکھیں گے۔ دل میں وہ

کیفیت نہ ہو جو محسوس کر سکے تو کیا سمجھے گا اور پھر اگر بتقاضائے بشریت خطا ہو جائے تو پھر اس کا علاج بھی ذکر اللہ ہے۔ ذکر اللہ دوا بھی ہے، غذا بھی ہے اور جس عہد میں ہم آ گئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ زندگی نے بہت کچھ سکھایا ہے۔ الحمدللہ اللہ کا احسان ہے کہ تین چوتھائی زندگی ذکر الٰہی میں گزری ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ اب اس عہد میں ذکر کے علاوہ عقیدہ اور ایمان بچا لے جانے کا بھی کوئی ذریعہ مجھے نظر نہیں آتا۔ کبھی تو لوگ ذکر کر کے صاحب کرامت ولی بن جاتے تھے بزرگ بن جاتے تھے آج جو بندہ اس دور میں اللہ اللہ کر کے ایمان بچا کر لے جائے میں سمجھتا ہوں وہ ولی اللہ ہے۔ آج کی ولایت یہ ہے کہ اس طوفان بدتمیزی میں کم از کم عقیدہ تو بچا کر لے جائے۔ آج کے لوگوں کے پاس عقائد بھی نہیں رہے۔ نظریات بدل گئے ہیں اور لوگ بت پرست ہو گئے ہیں۔ مخلوق کی عبادت کرتے ہیں، مخلوق کی رضا تلاش کرتے ہیں اللہ کی رضا کو چھوڑ کر۔ دنیا کے لالچ میں ذرائع اور اسباب کے لالچ میں تو اس سب بیماری کا علاج ذکر اللہ ہے۔ خطا ہو جائے تو اس کی دوا بھی ذکر اللہ ہے۔ یہ غذا بھی ہے، دوا بھی ہے زخم لگ جائے تو مرہم بھی ہے پھوڑا پھنسی نکل آئے تو اس کا علاج بھی ہے تو اسے پوری محنت پورے خلوص سے کیجیے یہ میلے روز روز نہیں لگتے بڑے کم لوگ ہوتے ہیں اور کم زمانوں میں ہوتے ہیں۔ پھر بعد میں لوگ رہ جاتے ہیں قصے کہانیاں لکھنے کے لئے اور اپنی نظر میں عجیب عجیب باتیں لکھ کے کرامات تو پھر کیا فائدہ کوئی کرامات لکھتا رہے یا سوانح حیات لکھتا رہے اس سے کیا فائدہ؟ فائدہ تو اس کو ہے جو وقت پر نعمت حاصل کرے۔ اور اس وقت الحمدللہ جو نعمتیں جو کیفیات اس دارالعرفان میں تقسیم ہو رہی ہیں میری نظر میں کوئی دوسری جگہ نہیں ہے جہاں یہ نعمتیں مل رہی ہوں۔ اس قدر مل رہی ہوں، اتنی آسانی اور فراوانی سے مل رہی ہوں، کل پتہ نہیں کہاں ہوگا اللہ اسے ہمیشہ قائم رکھے۔ لیکن کسی کے پاس سند تو نہیں ہے۔ کائنات اس کی اپنی ہے جہاں چاہتا ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ تو میرے بھائی خلوص سے محنت کرو اپنے اوقات میں سے روزانہ کا چارٹ بناؤ۔ چوبیس گھنٹے کہاں صرف کرتے ہو۔ کم از کم چوبیسواں حصہ ہی سہی ایک گھنٹہ تو ذکر پہ لگاؤ حق تو یہ ہے کہ اولیت ذکر کو ہو اور باقی کام ثانوی حیثیت میں کئے جائیں لیکن اگر کچھ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک گھنٹہ تو لگاؤ اللہ کریم آپ کو توفیق بھی دے اس کی برکات سے بہرہ ور کرے اس کی سمجھ بھی دے اور اپنی یاد اپنا نام قبر میں ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ضروری اطلاع

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں دارالعرفان منارہ ضلع چکوال میں اعتکاف کی سعادت حاصل کریں۔ دوران اعتکاف تربیتی پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں جس سے سالکین کی روحانی تربیت ہوتی ہے۔

ایک بات یاد رکھیں کہ دوران اعتکاف خواتین اور بچوں کو دارالعرفان لانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ (ادارہ)

من الظلمت الی النور

سید راشد علی (کراچی)

قول باری تعالیٰ کا مفہوم ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں سعی کرتا ہے اللہ اسے ضرور اپنی راہ دکھا دیتے ہیں۔ مجھ پر بھی اس قول کا ادراک ہوا، جب میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ سے منسلک ہوگیا۔

نوجوانی سے ہی ڈائجسٹوں میں مجھے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے واقعات وحالات پڑھنے کا شوق تھا۔ تصوف کے موضوع پر کشف المحجوب وغیرہ میں نے اوائل عمر میں ہی پڑھ لی تھی اور یہ کتاب اس طویل عرصہ میں میری رفیق رہی۔ میں خود بھی کسی ایسے ہی سلسلے سے متعلق ہونا چاہتا تھا جو مجھے راہِ سلوک پر گامزن کر سکیں۔ بہرحال میری تلاش جاری رہی، اور میری نگاہیں منزل کی تلاش میں تھیں جو کہ کسی شیخ کے بغیر نامکمل تھی جو میری انگلی پکڑ کر مجھ ناتجربہ کار دنا مکمل وجود کی تربیت کر سکے۔ مزاروں کے ساتھ بنی ہوئی خانقاہیں وسلسلوں کے مراکز میرے لئے بڑی کشش رکھتے تھے۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے رابطے کی جرأت پیدا نہیں ہوسکی۔

اس سلسلے میں کچھ نامساعد حالات کا بھی تجربہ ہوا۔ کچھ عرصہ تقریباً پانچ سال پہلے میرے ایک دوست نے مجھے، جس سلسلے سے وہ متعلق تھا، بتایا۔ اور پھر مجھے انہوں نے ابجد اور نقش وغیرہ کے بارے میں وہ مجھے باقاعدہ چلے وعملیات کروانے لگے، جس میں ہر چلے یا ورد کے پورے ہونے پر مٹھائی، گوشت اور رقم وغیرہ بھی بطور چلے کی زکوٰۃ کے دینی ہوتی جسکے بعد اس عمل کے نتائج مجھے بخش دیئے جاتے۔ جو مجھے کبھی محسوس نہیں ہوئے۔ انہوں نے مجھے کچھ منفی عملیات سیکھنے کیلئے چلے کرنے کو بھی کہا جسکو میں نے منع کر دیا اور کہا کہ میری طبیعت کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، اور نہ ہی مائل ہوسکتی ہے کہ میں یہ منفی عمل کرنے والی چیزیں سیکھوں۔ انکے شیخ سلسلہ سہروردیہ سے متعلق تھے اور ہفتہ وار ذکر بھی کراتے تھے اور فقہ وغیرہ کا درس بھی دیتے تھے لیکن مجھے جونیئر ہونے کی وجہ سے اس سے الگ رکھا گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب وہ مجھ پر اور ایک اور ساتھی پر سے کسی ہندو دیوی کا اتارا کرنے کے معاملے میں ایک گروپ کے ساتھ منوڑا میں واقع مندر کے پاس لے گئے اور باہر بیٹھ کر کچھ عمل کیے جس میں مجھے بھی مندر کی باؤنڈری کے ساتھ مٹھائی بطور نذرانہ رکھنی پڑی، تو مجھے کچھ عجیب سا خوف لگا، اور احساس بیدار ہوا کہ کچھ غلط ہورہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس طرح کے عملیات ہمارے سلسلے میں شروع سے رائج ہیں، اور جائز ہیں۔ ان تمام چیزوں پر اس عرصے میں میری بیوی کی بھی مخالفت رہی۔ مندر والے واقعے کے بعد میں بھی بدظن ہوگیا اور میں نے ان سے علیحدگی اختیار کرنی شروع کردی، اور یہ ظاہر کردیا کہ میں اس طرح کے نقش وچلوں وغیرہ میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں نہ ہی مجھے یہ پسند ہے کہ میں ہندو دیوی دیوتاؤں سے کسی بھی معاملے میں متعلق رہوں چاہے کسی کا اتار کرنے یا کسی پر منفی عمل کرنے کیلئے۔ انکا یہ کہنا تھا کہ

یہ عملیات وغیرہ مبتدی کیلئے انتہائی اہم ہیں اس کے بعد ہی کئی سال لگا کر آدمی میں وہ استعداد آتی ہے اور آگے کے اسباق کیلئے تیار کیا جاتا ہے۔ان کے بغیر مجھے آگے نہیں بڑھایا جاسکتا۔ یہ مرحلے لازمی طے کرنے ہیں۔ بہر حال میں نے ہاتھ کھینچنا شروع کر دیا۔

اسی دوران مجھے یہ خیال آیا کہ انٹرنیٹ پر دنیا جہاں کی چیزیں موجود ہیں ہوسکتا ہے کہ اس پر کسی سلسلہ کی ویب سائٹ یا معلومات وغیرہ ہوں جو مجھے سلوک سکھا سکیں۔ اس طرح ڈھونڈتے ڈھونڈتے مجھے کچھ اندرونِ ملک اور بیرون ملک میں قائم اور سلسلے بھی ملے جہاں میری تلاش نہیں رک سکی اور پھر اسی تگ ودو میں اتفاقاً مجھے سلسلہ عالیہ کی ویب سائٹ اویسیہ ڈاٹ کام بھی ملی جہاں سے میں نقشبندیہ اویسیہ ڈاٹ کام پر لائبریری میں بھی گیا اور کتب ڈاؤن لوڈ کر کے انکا مطالعہ کیا۔ جس میں شیخ المکرم کے ارشادات پر مبنی کتاب کنز الطالبین اور طریق نسبت اویسیہ اور حضرت جی '' کی دلائل السلوک جیسی گوہر نایاب کتابوں نے تو میری اندرونی حالت بھی بدل دی اور بے انتہا دلچسپی پیدا کر دی، اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہی وہ لوگ ہیں اور یہی وہ حقیقی سلسلہ ہے جہاں سے مجھے وہ راہ سلوک مل سکتی ہے جس کی میں تگ ودو میں، میں سالوں سے لگا ہوا ہوں۔

اسی دوران میں پہلے سلسلے والے لوگ بھی میرے پیچھے لگے ہوئے تھے اور میرے انکار کے بعد تو ہر طرح سے مجھے قائل کر کے اپنے ساتھ لگانا چاہتے تھے۔ کنز الطالبین پڑھ کر مجھے لطائف واذکار کے بارے میں آگاہی ہو چکی تھی، میں نے ان سے اسی پیٹرن پر بات کی، کہ میں عملیات و چلے کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا اگر آپ مجھے لطائف وغیرہ کروائیں تو میں شامل ہوسکتا ہوں، بہر حال بڑی لمبی بحثیں ہوئی ان کے شیخ ونائبین سے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ لطائف اتنی آسانی سے نہیں ہوتے، دس بارہ سال لگا کر ایک مرید کو بڑی جانچ پڑتال کر کے اسکا پہلا لطیفہ پر ذکر کرایا جاتا ہے اور لطیفہ قلب بیدار کیا جاتا ہے جو کہ صرف شیخ ہی کرا سکتا ہے۔ اور ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ ورنہ اس کے بغیر کوئی لطیفہ قلب بیدار کروائے گا تو اسے ہارٹ اٹیک ہونے کا اندیشہ ہے کہ قلب میں وہ استعداد نہیں آپاتیں، اور کچھ مثالیں دیں مثلاً کہ چھٹی صدی ہجری کے ایک بزرگ کا کسی کتاب میں لکھا ہوا قول کہ انکو اپنے دور میں دور تک ایسا بندہ نظر نہیں آتا جس کا لطیفہ سر بیدار ہوا اور اپنے ایک مبتدی مرید کی بابت بتایا جس کے اصرار پر شروع ہی میں اس کا لطیفۂ قلب بیدار کیا گیا تو اسے Heart attack (دل کا دورہ) کی وجہ سے Cardiology (دل کے وارڈ) میں داخل کرانا پڑا۔ لیکن انکے یہ دلائل مجھ کو علیحدہ ہونے سے نہ روک سکے اور بڑی تگ ودو کر کے میں نے ان سے علیحدگی اختیار کی اور بھگوڑا کہلایا۔ جسکے بعد مجھے دبے لفظوں میں کچھ دھمکیاں بھی دی گئیں، لیکن سلسلہ عالیہ کی کشش مجھے کھینچ رہی تھی، میں ان تمام چیزوں کو خاطر میں نہیں لایا۔ اور انہیں نظر انداز کر دیا۔

آخر کار میں نے نقشبندیہ اویسیہ ڈاٹ کام پر دیئے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کیا جس کے جواب میں جلد ہی مجھے سلسلے کے، کراچی ہی کے ایک ساتھی شوکت امین صاحب، جو قریبی علاقے میں رہتے تھے، انکا فون نمبر دیا گیا، اور رابطہ کیلئے کہا گیا۔ جنہوں نے نہ صرف خوبصورت طریقے سے سلسلہ عالیہ کا تعارف کرایا، میرے سوالات کے تسلی بخش جواب بھی دیئے بلکہ مجھے ذکر کا

طریقہ بتا کر ساتھ بٹھا کر ذکر بھی کرایا اور بعد ازاں سلسلہ عالیہ کے علاقائی صاحب مجاز چوہدری شبیر صاحب کی خدمت میں بھی پہنچا دیا۔ جہاں سے میرا سفر لطائف شروع ہوا اور دو مہینوں بعد ہی میں نے بے چین ہو کر منارہ میں دارالعرفان پہنچ کر شیخ المکرم مدظلہ عالی کی خدمت میں حاضری دی اور مئی 2009ء میں ظاہری بیعت کی اور ان کی صحبت عالی سے بھی مستفید ہوا۔ جسکے بعد چوہدری صاحب کی شفقت و مہربانی سے فنافی الرسول تک مراقبات کر چکا ہوں اور روحانی بیعت کی تیاری کر رہا ہوں اور اس سال یا جب بھی اللہ کو منظور ہوا انشاءاللہ روحانی بیعت کیلئے پیش کیا جاؤں گا۔ اس ذکر کی برکات سے نہ صرف میری باطنی اصلاح ہوئی بلکہ عبادات و معاملات میں بھی کافی بہتری آئی، اور اتباعِ سنت کا جذبہ بھی بیدار ہوا، جو کہ اس سے پہلے خال خال ہی تھا۔ جس کیلئے میں سلسلۂ عالیہ کا انتہائی مشکور و احسان مند ہوں۔

ان حالات و تجربات سے مجھے یہ سبق ملا کہ انسان کو اپنے اندر تلاش حق کی آگ کو خوب نکھارنا چاہیے، اور امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے، تب ہی انابت و اخلاص کی چنگاری نکلتی ہے اور منزل مقصود سے ٹکراتی ہے لیکن یہ سب بررضائے الٰہی ہی ممکن ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت سے خوب دلسوز اور احسن طریقے سے مسلسل مانگتے رہنا چاہیے۔ یہ سلسلہ عالیہ واقعی اپنے اندر سمندر کی سی بے پناہ طاقت و جولانی رکھتا ہے، بس ایک محبت بھرا، پرخلوص اور جذبہ سے بھرپور غوطہ لگانے کی دیر ہے یہ اپنی آغوش میں بھر لیتا ہے۔ میں اب تک دو افراد کو ظاہری بیعت کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں، مزید کوشش جاری ہے۔ اپنی دعاؤں میں اس ناچیز کو بھی یاد رکھئے گا۔ فقط والسلام، دعاؤں کا طلبگار۔

سید راشد علی

ہدایات برائے احباب سلسلہ عالیہ بحکم حضرت شیخ المکرّم مدظلہ العالی

1 احباب کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بیماریوں، پریشانیوں اور دیگر تکالیف کیلئے حضرت شیخ المکرّم دامت برکاتھم العالی کی خدمت اقدس میں خط بھیج کر زحمت نہ دیں۔ جس کو نقش درکار ہوں کوئی بندہ دارالعرفان بھیج کر نقش حاصل کر لیں۔ بذریعہ ڈاک آپ کو نقش نہیں بھیجے جائیں گے۔ نقش لینے کیلئے حضرت جی مدظلہ العالی کی ملاقات کے اوقات درج ذیل ہیں:

صبح 11 بجے سے دوپہر 1 بجے تک — **جمعۃ المبارک، سوموار اور اجتماعات کے دن ناغہ ہوگا**

2۔ صاحب مجاز حضرات، ضلعی امراء سلسلہ عالیہ، صوبائی صدور تنظیم الاخوان، انچارج ذیلی دارالعرفان نیز اندرون ملک سے ہر طرح کی رپورٹس جو کہ حضرت جی مدظلہ العالی کے نام ارسال کی جاتی ہیں وہ مرکزی دفتر کے نام ارسال فرمائیں۔ یہاں سے ترتیب وار حضرت جی مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔ شکریہ

منجانب: مرکزی دفتر سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

النساء آیات 3 تا 58

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک پر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا بیان

27.7.2010

آگے سورۃ النساء شروع ہوتی ہے۔ سورہ بقرہ ختم ہوئی، سورہ ال عمران ختم ہوگئی اب سورہ النساء شروع ہوتی ہے۔ درمیان میں دو صفحے اضافہ ہے۔ جس ہستی نے یہ کتاب نقل فرمائی ہے انہوں نے کچھ اپنی طرف سے بھی اضافے کئے لیکن میں صرف حضرت تھانویؒ کے جو اپنے ارشادات ہیں وہ پیش کرنا چاہ رہا ہوں جو مسائل السلوک حضرت تھانویؒ نے لکھے ہیں وہ ان کی تفسیر بیان القرآن میں حاشئے پر سارے موجود ہیں تو میں اس میں یہ اضافہ شامل نہیں کر رہا۔ کسی کو شوق ہو تو وہ خود پڑھ لے۔

....

مباحات کا اکثار بلا افراط منافی زہد نہیں

''قولہ تعالیٰ: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:3)

ترجمہ: تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کرلو۔

اس میں دلالت ہے اس پر کہ مباحات سے لذت حاصل کرنا اور اسمیں کسی قدر کثرت بھی کرنا اور اس میں سے اچھی اچھی کو منتخب کرنا جب کہ افراط نہ ہو زہد کے منافی نہیں۔ البتہ جس شخص کو افراط و تفریط کا اندیشہ ہو اس کے لئے اسلم یہی ہے کہ قدر ضرورت پر اکتفا کرلے اور اسی واسطے ایسے شخص کے لئے اقتصار کرنے کی طرف اس قول میں اشارہ فرمایا ہے فَوَاحِدَةً اور ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا میں اس کی حکمت کی طرف اشارہ بھی فرمایا ہے''۔

....

یعنی یہ کسی کی نیکی یا زہد یا تقویٰ کے منافی نہیں ہے کہ جو چیزیں مباح ہیں، حلال ہیں ان میں سے اگر اسے اللہ کی طرف سے میسر ہو تو اچھی چیز چن کر منتخب کرلے۔ اچھا لباس پہنے جو حلال ہو، پاکیزہ ہو، اچھا صاف ستھرا کھانا کھائے یا اچھی یا صاف سواری رکھے۔ یہ کسی ولی کی ولایت کے منافی نہیں ہے کیونکہ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو تو اللہ نے پسند کی اجازت دی ہے۔ فرمایا مباحات میں سے، حلال چیزوں میں سے، اچھی چیز منتخب کر کے استعمال کرنا یہ زہد و تقویٰ کے منافی نہیں ہے۔ یہاں تو اعتراض ہی یہی ہوتا ہے کہ حضرت کے کپڑے اتنے قیمتی ہیں، گھڑی اتنی قیمتی باندھی ہوئی ہے انہیں ولایت کہاں ہوگی۔ ہوسکتا ہے کوئی بھوکا ننگا ہو، لباس پھٹا ہوا ہو، حلیہ پریشان ہو تو وہی ولی ہوسکتا ہے۔

....

قبول ہدیہ میں تواضع

''قولہ تعالیٰ: فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ (النساء:4)

ترجمہ: ہاں اگر وہ عورتیں خوشدلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر کا کوئی جز و تو تم اس کو کھاؤ۔

اس میں اس پر دلالت ہے کہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے ہدیہ لینے سے استنکاف نہ کرے''۔

....

یہاں فرماتے ہیں اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ اگر کوئی کمزور یا غریب آدمی معمولی ہدیہ بھی دے تو اس پر اسے رد نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس کی تو اس میں بڑی عقیدت یا آرزو یا بڑی تمنا ہوتی ہے تو اسے حقیر سمجھ کر رد نہ کیا جائے چونکہ عورت جس کو طلاق ہو جاتی ہے وہ کمزور ہو جاتی ہے تو اب اس کو مہر دینا تھا اس خاوند نے جس نے اس کو طلاق دی۔ بالفرض اس کا مال پچاس ہزار روپے تھا تو اس نے کہا اچھا مجھے تیس دے دو، بیس دے دو میں بقیہ تمہیں معاف

کرتی ہوں اور خاوند اپنی بڑائی میں آ کر کہے تجھ سے لینے کی کیا ضرورت ہے؟ تو اپنا پچاس ہی لے جا۔ نکل جا گھر سے۔ فرمایا، ایسا مت کرو۔ جو انہوں نے مرضی سے چھوڑ دیا ہے وہ رکھ لو۔ فرماتے ہیں یہاں سے تصوف کا مسئلہ نکلتا ہے کہ کوئی غریب کمزور آدمی اگر کوئی معمولی ہدیہ بھی پیش کرے تو خوش دلی سے لے لینا چاہئیے تا کہ اس کی بھی رضا جوئی ہوجائے اور اسے مایوس نہیں کرنا چاہیے۔

....

خلیفہ بنانے میں احتیاط

"قولہ تعالیٰ: وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الخ (النساء:5)

ترجمہ: اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دوالخ

اس سے یہ قاعدہ مستنبط ہوتا ہے کہ کوئی چیز غیر اہل کو سپرد نہ کی جاوے اور اموال پر مناصب کو بھی قیاس کریں گے اور منجملہ مناصب کے طالبین کی تعلیم و تربیت کی خدمت ہے سو کسی کو ماذون (خلیفہ) بنانے میں نہایت احتیاط چاہئیے اور جس طرح اموال کے بارہ میں وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى میں جانچ کرنے کا حکم ہے۔ اسی قیاس پر اس منصب کے بارہ میں بھی بدرجہ اولیٰ امتحان کرنا ضروری ہوگا۔

....

یہ بڑا خوبصورت مسئلہ آ گیا۔ ہمارے دوستوں کو یہ فکر ہوتی ہے کہ اس ساتھی کی سفارش کرواسے فلاں مراقبہ ہوجائے تو فلاں سے کہو وہ حضرت سے کہے۔ یہ سارا طریقہ غلط ہے۔ شیخ کو خود یہ فکر ہوتی ہے اور یہ منجانب اللہ ایک نظام ہے اس میں اتنا دخل شیخ کا بھی نہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کو میں بڑے عام انداز میں دیتا ہوں۔ مجھے ان سے دلچسپی نہیں ہوتی لیکن انہیں مراقبات دو تین دن میں ہوجاتے ہیں۔ بعض ایسے ساتھی ہوتے ہیں جن کو میں چاہتا ہوں انہیں مراقبات ہوجائیں تو انہیں دو تین سال لگانا پڑ جاتے ہیں تو یہ ایک نظام ہے اللہ کریم کی طرف سے۔ طالب کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر استعداد پیدا کرے۔ پھر اسے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب استعداد ہوگی منازل ضرور ہوجائیں گے۔ کوئی ایک روایت ہمارے ہاں بھی ہے، بعض ساتھی جو اپنی استعداد میں کمزور ہوتے ہیں تو دوسرے ساتھی یا صاحب مجاز حضرات سفارشی بن جاتے ہیں کہ نہیں جی اس کی بیعت ہوجانی چاہیے۔ اس کو فلاں منازل کرا دینے چاہئیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ جتنی محنت آپ شیخ کو کہنے پر اور سفارش کرانے پر کریں گے اتنی اس ساتھی کے ساتھ محنت کریں کہ اس کی استعداد بڑھ جائے۔ چونکہ غیر اہل کو امانتیں سپرد نہیں کی جاتیں اور یہی طریقہ وہ فرماتے ہیں مناصب میں بھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے جن کو مناصب ملتے ہیں وہ بھی اسی طرح تقسیم ہوتے ہیں کہ ان کی اہلیت ہوتی ہے۔ لیکن اللہ قادر ہے وہ مجبور نہیں ہے۔ وہ کسی غیر اہل کو اہلیت بھی دے دے، منصب بھی دے دے تو وہ قادر ہے اور اللہ جب کسی کو منصب دیتا ہے تو اس میں اہلیت نہ بھی ہو تو وہ بھی آ جاتی ہے۔ وہ خود دینے والا ہے۔ اب اسی طرح بعض مشائخ بھی جب کسی بندے کو کہہ دیتے ہیں یہ کام کرو تو اس میں اہلیت نہ بھی ہو وہ خلوص سے شروع ہوجائے تو وہ کام کر لیتا ہے۔ اللہ اسے اس بزرگ کے کہنے پر استعداد عطا کر دیتا ہے۔

....

آنچہ برخود نہ پسندی بردیگراں مپسند

"قولہ تعالیٰ: وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ (النساء:9)

ترجمہ: اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو ان کو ان کی فکر ہو۔

اس میں باب اخلاق کی اصل عظیم ہے کہ آنچہ برخود نہ پسندی بردیگراں مپسند"۔

....

یہ ارشاد یتیموں کے حق میں ہے۔ قرآن نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مرجاؤ اور تمہارے بچے یتیم ہوجائیں تو تم کیا چاہتے ہو کہ ان کی کیسی دیکھ بھال کی جائے؟ اگر تمہارے پاس کوئی یتیم ہے تو اس کی ایسی ہی دیکھ بھال کرو۔ تو فرماتے ہیں اس میں اخلاق کی بہت اعلیٰ تعلیم ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ چیز دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو یعنی دوسروں کے لئے بھی اسی چیز کی تمنا کرو

جس چیز کو تم خود پسند کرتے ہو۔

....

بعد توبہ کے طعن نہ کرنا

''قولہ تعالیٰ: فَاِنۡ تَابَا وَ اَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا (النساء:16)

ترجمہ: پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو۔

اس میں دلالت ہے اس پر کہ تائب پر طعن و تشنیع نہ چاہیے کہ یہ ایذا پہنچانا ہے بلا ضرورت بلکہ کبھی اس میں دروازہ شر کا مفتوح کرنا ہے''۔

....

اس پر دلالت ہے کہ تائب پر طعن و تشنیع نہ کرنا چاہیے، نہ ایذا پہنچانا چاہیے کہ اگر کسی سے غلطی ہوجائے تو وہ توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو پھر اسے اس غلطی کے طعنے نہیں دینے چاہئیں اور پھر اسے بار بار یہ نہیں کہنا چاہیے کہ فلاں وقت تم نے یہ کیا تھا۔ اس نے توبہ کی، اللہ نے معاف کردیا، اس نے اپنی اصلاح کرلی تو ہر شخص کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ ہم کسی کا حساب لینے والے نہیں ہیں۔

....

غلبہ حال کے ساتھ یقین کی تفسیر کرنے کی اصل

''قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ (النساء:17)

ترجمہ: توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے امر کے ارتکاب کو جو عاقل کی شان کے لائق نہ ہو جہالت سے تعبیر کرنا اگرچہ علم اور عمل ہی سے اس کا صدور ہوا ہو دلیل ہے صوفیہ کی اس تفسیر کی کہ وہ یقین کے معنی کہتے ہیں اعتقاد جازم مطابق واقع مع غلبۂ حال کہ قرآن مجید میں اس کے فقدان کو جہالت کہا گیا''۔

....

تو فرماتے ہیں، بہت بڑا عالم بھی ہو، فاضل بھی ہو لیکن عملاً کوئی ایسا کام کرے جو علم اور عقل کے منافی ہو تو قرآن اسے جہالت کہتا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک علم وہی ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے اور جو عالم ہے، پڑھا لکھا ہے، فاضل ہے لیکن عمل اس کا جاہلوں جیسا ہے تو قرآن اسے جاہل ہی کہتا ہے یعنی علم کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔

....

حق تعالیٰ کی تجویز کے سامنے اپنی رائے کا فناء کردینا

''قولہ تعالیٰ: فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰٓى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا (النساء:19)

ترجمہ: اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی منفعت رکھ دے۔

حق تعالیٰ کی تجویز کے سامنے اپنی رائے کو فناء کردینے کی اس میں اصل ہے''۔

....

اس میں اس بات کی اصل ہے کہ صوفی کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تجویز کے سامنے اپنی رائے سے دستبردار ہوجائے۔ جو منجانب اللہ ہوتا ہے اس میں ہمیشہ کوئی بہتری ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ اپنے علم کے مطابق کوئی کوشش نہ کرے۔ یہ نہیں! دنیا عالم اسباب ہے۔ ہم محنت کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں کسی چیز کو پانے کے لئے۔ اگر وہ مل جائے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اللہ نے میرے لئے مقرر کی تھی۔ میں نے جو محنت کی وہ تو میں نے اللہ کی عبادت کی تھی۔ یعنی اپنی رائے کو اللہ کے فیصلوں کے سامنے ختم کردے۔ یہ تصوف کی اصل ہے۔

....

موہم کے ساتھ مثل موجب کے معاملہ کرنا

''قولہ تعالیٰ: وَاِنۡ اَرَدتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ وَّاٰتَيۡتُمۡ اِحۡدٰٮهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـئًا ؕ اَتَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا (النساء:20)

ترجمہ: اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ مت لو۔ کیا تم اس کو لیتے ہو بہتان رکھ کر اور صریح گناہ کے مرتکب ہوکر؟ اوپر اللہ تعالیٰ نے لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ

يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ زوجہ سے دی ہوئی چیز واپس لینا مخصوص ہے عورت کی نالائقی کے ساتھ اور جب واقع میں وہ اس عیب سے مبرا ہو محض اپنے شوق سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہو اس وقت اس سے کچھ لینا قاعدہ بالا کے موافق دیکھنے والوں کو شبہ میں ڈالے گا کہ عورت نے کوئی نالائق حرکت کی ہوگی اور واقع میں وہ بری ہے اس لئے اس لینے کو بہتان فرمایا۔ پس بہتان جیسا کبھی صراحۃً ہوتا ہے دلالۃً اور اس کو بھی ممنوع فرمایا گیا تو اس میں طریق قوم کی اصل ہے کہ وہ جس طرح موجب سے بچتے ہیں موہم سے بھی بچتے ہیں"۔

....

فرمایا جس طرح اللہ کریم نے فرمایا اگر کسی عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتے ہو حالانکہ اس میں عورت کا قصور نہیں ہے۔ بعض اوقات ہم یہ کہتے ہیں اس کے ساتھ میرا مزاج نہیں ملتا، میری طبیعت ہی نہیں چاہتی۔ میں فلاں عورت کے ساتھ نکاح کر لیتا ہوں اور پہلے والی کو طلاق دے دیتا ہوں تو پھر اسے اگر تم نے کروڑوں روپے بھی دے دیئے ہیں تو پھر اس کا قصور نہیں ہے، اس سے واپس مت لو۔ فرماتے ہیں یہ مال تو اس کا اپنا تھا اس سے معاملہ طے کر لیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے فراخ دلی کرنے اور بغیر جرم کسی پر الزام یا سزا دینے سے منع فرمایا ہے تو صوفی جو ہیں یہ تو کسی کے خلاف وہم کرنے سے بھی احتیاط کرتے ہیں۔ جس طرح یہاں ہے کہ تم نے اس بیوی پر الزام لگایا تو مال واپس لیتے ہو؟ تو صوفی کو کسی کے بارے غلط وہم سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ لوگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دے۔ اللہ جانے اللہ کی مخلوق جانے۔ جہاں تک وہ شرعی طور پر مکلف ہے وہاں تک اپنا کام کرے۔

....

نایت ماضیہ پر توبہ کے بعد تشدد نہ کرنا

"قولہ تعالیٰ: وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (النسآء:22)

ترجمہ: اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی۔

اس میں اہل تربیت کی اس سیرت کی اصل ہے کہ تائب پر خطاء ماضی کی بناء پر تشدد نہیں کرتے اور اس کی تحقیر نہیں کرتے اور اس خطا کے ذکر کا اعادہ نہیں کرتے"۔

....

یعنی اللہ کریم نے فرمایا جو لوگ ظہور اسلام سے پہلے کچھ گناہ کر چکے ہیں انہیں بھول جاؤ۔ آئندہ ایسا مت کرو تو فرمایا سلوک میں بھی یہ ہے کہ کسی کا ماضی کیسا بھی ہو جب وہ توبہ کر کے اللہ کی بارگاہ میں آ گیا تو اب اسے اس ماضی کے طعنے نہ دیئے جائیں۔ وہ بات یاد نہ کرائی جائے کہ تم ایسے تھے، ویسے تھے۔ اس بات کو چھوڑ دو جیسے اللہ نے یہاں ارشاد فرمایا جو پہلے کر چکے ہو اس کو جانے دو آئندہ ایسا نہ کرو۔ فرمایا جو توبہ کر لے اور اللہ اللہ شروع کر دے تو پھر اسے ماضی کے طعنے نہیں دیئے جائیں گے۔

....

مادہ کبر کا قلع کرنا

"قولہ تعالیٰ: وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (النساء:25)

ترجمہ: اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کر لے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو۔

جملہ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ میں کبر و نخوت کی جڑ قطع کی گئی ہے اور اس میں صوفیہ کا اہتمام معلوم ہے"۔

....

اس میں فرماتے ہیں کہ مسلمان سارے ہی مسلمان ہیں تو کسی مملوکہ، کسی کنیز سے نکاح کر لے۔ اس میں فرماتے ہیں کہ کبر و نخوت کی جڑ قطع کی گئی ہے۔ تکبر میں مبتلا نہ ہو۔ اگر کسی کو قیمتی لباس نہیں ملتا کم قیمت میں میسر ہے تو اس سے گذارہ کر لے، اپنی بڑائی میں نہ آ جائے کہ میں اتنا بڑا آدمی ہوں۔ یہ کھانا کیسے کھاؤں،

یہ لباس کیسے پہنوں تو اس میں کبر کی نفی کی گئی ہے"۔

....

احوال المریدین

"قولہ تعالیٰ: فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ (النساء:25)

ترجمہ: پھر اگر وہ بڑی بے حیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ درجات کے تفاوت سے سیاست میں بھی تفاوت ہوتا ہے اور یہی شان ہوتی ہے حکماء مصلحین کی کہ ہر طالب کے ساتھ اس کی خصوصیت کے موافق معاملہ کرتے ہیں۔

....

درجات کے فرق کے مطابق معاملہ کیا جاتا ہے۔ ایک شخص لطائف کرتا ہے، دوسرے کے پاس مراقبات ثلاثہ ہیں، تیسرے کے پاس فناء بقاء تک درجات ہیں، چوتھا اس سے بھی آگے ہے تو جس طرح کے درجات ہوں گے۔ اگر غلطی کرے گا تو اس درجے کی سزا بھی پائے گا۔ معاملہ بھی اس درجے کا کیا جائے گا یا جس طرح کنیز سے گناہ ہوتا ہے تو سزا آدھی ہے۔ آزاد عورت گناہ کرتی ہے تو اس سے دگنی سزا۔ اس کی حیثیت کے مطابق سزا کی تعیین کی گئی ہے۔ اس طرح صوفی کو بھی محتاط رہنا چاہیے۔

....

حفاظت دین کے ساتھ مصلحت دنیا کی رعایت

"قولہ تعالیٰ: ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ (النساء:25)

ترجمہ: یہ اس شخص کے لئے ہے جو تم میں سے زنا کا اندیشہ رکھتا ہے اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے۔

یعنی کنیزوں کے نکاح سے صبر کرنا بہتر ہے۔ دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ خدمت مولیٰ کے سبب ازواج کے لئے خالص نہ ہو سکیں گی جو ایک قسم کی بے لطفی ہے۔ دوسری اولاد غلام لونڈی ہوں گی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر مصلحت دینیہ فوت نہ ہو تو دنیوی مصالح کی رعایت کرنا بھی زہد کے منافی نہیں اور یہی مسلک ہے محققین جامعین بین العقل والشرع کا لیکن شرط یہ ہے کہ اس رعایت کا سبب حب مال وجاہ نہ ہو بلکہ محض اصلح وانسب کا اختیار کرنا"۔

....

یعنی اگر مصلحت دینیہ فوت نہ ہوتی ہو، مصالح دنیا کی رعایت رکھنا زہد کے منافی نہیں۔ یعنی کوئی دینی نقصان نہ ہوتا ہو تو دنیاوی اعتبار سے مباحات میں ایسے کام کرنا جس میں دنیا کے نقصان سے بچا جا سکے یہ زہد کے منافی نہیں ہے۔ یعنی زاہد وہ نہیں ہوتا جو ہر چیز لٹاتا ہی رہے۔ بلکہ اللہ نے جو نظام بنایا ہے اس کے مطابق چلنا ہے۔ ہاں کہیں دنیا کی کوئی بات بچانے میں دین کے جانے کا اندیشہ ہو تو وہاں زاہد دین بچائے گا دنیا نہیں بچائے گا لیکن اگر دینی اعتبار سے چیزیں مباح ہوں اور ان میں کوئی دنیاوی مصلحتیں ہوں تو ان میں سے اچھی چیزیں اختیار کرنا، اچھا طریقہ اختیار کرنا، اچھے انداز سے کام کرنا یہ زہد کے منافی نہیں ہے۔

....

قارئین سے التماس

ماہنامہ المرشد کی موجودہ قیمت مارچ 2003 میں مقرر کی گئی تھی۔ پچھلے 9 سال میں اخراجات میں اضافہ کے باوجود اس کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ اب اخراجات اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ موجودہ قیمت کو اسی سطح پر برقرار رکھنے سے ادارہ خسارہ میں ہے۔ لہٰذا اب اس کی قیمت میں اضافہ ناگزیر ہے۔

اس بناء پر ماہنامہ المرشد کا زر سالانہ 350 روپے اور فی شمارہ قیمت 35 روپے مقرر کر دی گئی ہے۔ جو فوری طور پر لاگو ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ تعاون فرمائیں تا کہ رسالے کے معیار کو برقرار رکھا جا سکے۔

مدیر المرشد

تشدد و صورت دعویٰ کی کراہت

"قولہ تعالیٰ: یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّخَفِّفَ عَنۡکُمۡ ۚ وَ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (النساء:28)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

اس میں تشدد فی المجاہدہ کا رد ہے خصوص جب اس کا منشاء دعوئے قوت ہو جس سے عجب پیدا ہو"۔

....

یعنی کسی سے اتنا مجاہدہ نہ کرایا جائے کہ وہ پاگل ہی ہو جائے۔ مجاہدے میں تشدد نہ کیا جائے۔

....

امور غیر اختیار کے درپے نہ ہونا

"قولہ تعالیٰ: وَ لَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعۡضَکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا اکۡتَسَبُوۡا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا اکۡتَسَبۡنَ ؕ وَ سۡئَلُوا اللّٰہَ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا (النساء:32)

ترجمہ: اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے۔ مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

لَا تَتَمَنَّوۡا میں نہی ہے اس سے کہ فضائل غیر اختیاریہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہوتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے اور نَصِیۡبٌ مِّمَّا اکۡتَسَبُوۡا اور مِّمَّا اکۡتَسَبۡنَ کے بعد وَ سۡئَلُوا اللّٰہَ مِنۡ فَضۡلِہٖ کے لانے میں اس سے نہی ہے کہ مجاہدات پر نظر اور عجب ہو"۔

....

ایسی چیزوں کی تمنا میں وقت ضائع کرنا جو تمہارے اختیار میں نہ ہوں۔ یہ تمہیں متوجہ الی اللہ ہونے سے روکے گا، تم اسی دھیان میں لگ جاؤ گے۔ لہٰذا جو چیزیں تمہارے اختیار میں ہیں وہ کرو۔ اس پر جو نتائج مرتب ہونے ہیں وہ تمہارے اختیار میں نہیں ہیں، وہ تو اللہ کے اختیار میں ہیں۔ تو غیر اختیاری چیزوں کے پیچھے مت پڑو اگر اس کے پیچھے پڑو گے تو مقصد فوت ہو جائے گا اور اس کے بعد ہے وَ سۡئَلُوا اللّٰہَ مِنۡ فَضۡلِہٖ اپنے مجاہدے پر، اپنی محنت پر نظر نہ رکھو بلکہ جو تمہارے اختیار میں ہے وہ مجاہدہ، وہ محنت کرو اور اللہ سے اس کا کرم طلب کرتے رہو کہ نتائج اس نے مرتب کرنے ہیں۔ تمہارا مجاہدہ تھوڑا ہو وہ نتیجہ بہت زیادہ دے دے اس کی مرضی۔ تم نے سمجھا میں نے بہت مجاہدہ کیا تو وہ نتیجہ تھوڑا دے دے یہ اس کی مرضی۔ تمہارے مجاہدے سے وہ مجبور نہیں ہے جو تمہارے ذمے ہے وہ کرو۔ ہوتا یہ ہے کہ اگر آپ اکثر لوگوں کی فکر کا اندازہ کریں اور بندہ پریشان ہو، اسے بٹھا کر تسلی سے پوچھیں تو اس کی پریشانیاں وہ ہوتی ہیں جو اس کے اختیار میں نہیں۔ جو اللہ نے کرنا ہے اسی کے لئے پریشان ہے اور جو اس کے اپنے ذمے ہے اس کی اسے فکر نہیں ہے۔ مثلاً قرآن میں ہے وَ مَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا (ھود:6) جو کوئی زمین پر متنفس ہے اس کی روزی اللہ کے ذمے ہے۔ اللہ نے اپنے ذمے لے لی پھر ہمیں روزی کی فکر ستائے جارہی ہے۔ ہمارے ذمے جو ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ اس کی ہمیں فکر ہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا اتباع کرو، اس کی ہمیں فکر نہیں۔ جو ہمارے ذمے ہے اس کی فکر نہیں جو اللہ کے ذمے ہے اس کی فکر ہے۔ ہماری ذمہ داری تو یہ ہے کہ شریعت کے مطابق حضور ﷺ کی سنت کے مطابق محنت کریں۔ اب اس پر کیا ملتا ہے یہ اس کا کام ہے۔ وہ زیادہ دے الحمد للہ۔ کم دے الحمد للہ۔ اسی نے دینا ہے، کم بھی اسی نے دینا ہے زیادہ بھی اسی نے دینا ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو ہمیں ہماری جو ذمہ داری ہے اس کی فکر نہیں ہوتی اور جو اللہ نے دینا ہے اس کی فکر ہوتی ہے۔ میں بھاگوں گا تو زیادہ روزی جمع کرلوں گا تو فرمایا اس میں تاکید ہے کہ جو اپنے ذمے ہے اس کی فکر کرو اور جو کام کرتے ہو اس میں اپنی محنت پر فخر کرنے نہ بیٹھ جاؤ۔ اللہ سے اس کا کرم مانگتے رہو۔

....

ایذا رسانی کے لئے حیلہ کی مذمت

"قولہ تعالیٰ: فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا (النساء:34)

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کردیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو۔

اس میں اس کی مذمت ہے کہ محض بغض نفسانی کے سبب سزا دینے کے لئے کوئی حیلہ ڈھونڈا جاوے کہ جو امر واقع میں سبب سزا کا نہ ہو اس کو سبب قرار دے"۔

....

یعنی ایک شخص سے غلطی ہوگئی اس نے توبہ کرلی، رجوع الی اللہ کرلیا، غلطی کی تلافی کردی تو اب آپ کو اس سے ویسے رنجش ہے اور آپ خواہ مخواہ اسے سزا دینے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں تو اس کا کوئی جواز نہیں۔

....

پیر بھائیوں کے حقوق

"قولہ تعالیٰ: وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ (النساء:36)

ترجمہ: اور ہم مجلس کے ساتھ بھی۔

صاحب جب اپنی تفاسیر سے عام ہے پیر بھائی کو بھی، پس آیت میں پیر بھائی کے حق کا بیان ہے"۔

....

الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ یعنی پڑوسی یا ساتھ بیٹھنے والا ہے۔ آپ اس کے ساتھ سفر کررہے ہیں۔ جو گاڑی میں ساتھ بیٹھ گیا وہ بھی صاحب بالجنب ہے جو پڑوس میں رہتا ہے، ان سب کے حقوق ہیں۔ اس طرح حضرتؒ فرماتے ہیں ایک شیخ کے جو مریدین ہوتے ہیں یہ بھی صاحب بالجنب ہوتے ہیں اور ان کے بھی ایک دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں۔ ان کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک دوسرے کی بہتری چاہنا چاہیے"۔

....

جاری ہے

قارئین المرشد سے گذارشات

ماہنامہ رسالہ المرشد گذشتہ ماہ کی 27 یا 29 تاریخوں کو پوسٹ کردیا جاتا ہے۔ شمارہ نہ ملنے کی صورت میں اسی ماہ کی 20 تاریخ تک سرکولیشن کے دفتر میں اطلاع کریں تاکہ دوبارہ شمارہ بھجوایا جاسکے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ شمارے کے لفافے پر لکھے پتہ کے اوپر شمارہ کی تجدید کی تاریخ پڑھ لیں کہ کہیں آپ کی تجدید کی تاریخ ختم تو نہیں ہوگئی۔

اس صورت میں آپ سالانہ فیس سرکولیشن آفس لاہور بھجوائیں تاکہ آپ کے شمارہ کی ترسیل جاری رہے۔

(سرکولیشن آفس لاہور)

respect and in very polite and low voice asking for permission to enter.

Such a blessed place where the most exalted angels of Allah-swt also present themselves in extreme respect should never be a place for us to cause any kind of bedlam and disrespect. Remembrance of the Holy Prophet-saws is never forbidden, and remembrance of any aspect of his-saws life and personage is a blessing, but it should be with respect and obedience. Another important point to remember is that to celebrate the birth of the Holy Prophet-saws in general has to be the moment of happiness for everybody and everything, including the infidels and all the other creations, but the believers need to appreciate the importance of the moment of the anointment of the Holy Prophet-saws as the last Messenger of Allah-swt. The moment from where the true faith began, from where Islam was started, from where the light of Divine Cognition was distributed, from where Companionship was distributed and from where the mankind was relocated to its Real Creator and from where the light of faith was distributed and will be distributed forever.

However, have you ever heard anyone speaking about and celebrating the moment of the prophethood of the Holy Prophet-saws? And the answer is in negative. We don't celebrate that exalted moment. It is because it recalls the fundamental beliefs and values from where Islam was started, and that entails accepting a greater responsibility of following the path which the Holy Prophet-saws has taught us. Remembering the moment of anointment will raise the question about why the Holy Prophet-saws was raised and what was his-saws message. We only celebrate those moments which are the blessing for both the Muslims and non-Muslims. But the moments from where Islam began are never identified. It is essential that those moments must also be remembered, just like remembering all the other aspects of the life and personage of the Holy Prophet-saws. This is because the moments of anointment of the Holy Prophet-saws are specially a blessing for the believers, and in fact it is the greatest blessing upon the believers and these blessings are not for the non-believers.

May Allah-swt give us the ability to remember those moments and to forgive our mistakes! May Allah-swt give us the ability to remember the Holy Prophet-saws, to understand his-saws teachings and to follow it completely! Ameen!

best wishes and true feelings for everyone. My responsibility is to pray for the betterment of everybody and to pray to Allah-swt to guide us all onto the right path. But my responsibility is also to speak the truth and to deliver the Commandments of the Holy Quran in the best possible manner. So to speak the truth, shouldn't I say that all our brothers who are involved in arranging the street processions, blowing of firecrackers, making hollow slogans in the name of love, and making bedlam in the name of celebrations of the birth of the Holy Prophet-saws, are actually in violation of the above stated verse.They are advised to see for themselves in the light of the above ayah. Let us look at our situation not in the light of my view,but what the Holy Quran is saying about it,for if I said something, it might be labelled as a kind of personal ideology or it may be challenged as to what is my authority of issuing such statements.

I believe that remembrance of the Holy Prophet-saws in any kind of perspective and of anything related to him-saws, whether of his-saws personage, of his-saws qualities, his-saws dress and clothes, his-saws ride, his-saws horse, his-saws camel, even the recital of the qualities of his-saws shoes is the most appreciated act in the court of Allah-swt. But the recital and celebration of the qualities of the Holy Prophet-saws demands respect and obedience. Because respect is everything in the court of the Holy Prophet-saws, and if respect is lost then everything is at stake. A respectful person will always be awarded a great reward while any kind of disrespect will lead to the loss of everything. Respect is the first lesson in the lessons of love. There might be examples of bold love and audacious affection but in the court of the Holy Prophet-saws, love too has to follow the principles of respect and obedience. In his-saws court, love also has to bear the weight of respect and obedience, to keep the voice low and to hold the eyes down and filled with tears.

The Holy Prophet-saws was not feeling well, lying in his-saws room in lap of Hadhrat Ayeshah Siddiqah-rau. Hadhrat Fatimah-rau was also present in the room, when someone in a very gentle and polite voice asked for permission to come inside. Hadhrat Fatimah-rau replied angrily but in a polite voice, "don't you know that the Holy Prophet-saws is not feeling well while you have come for meeting at such a moment, don't you realise that the Holy Prophet-saws is taking rest at this time!" The Holy Prophet-saws said to Hadhrat Fatimah-rau, "dear daughter! He is the one who does not ask for permission to come inside, but it is only because it is your father's house where he is asking for permission, it is the Angel of Death." The place where the angels of Allah-swt enter with respect and obedience is the court of the Holy Prophet-saws. The Angel of Death who takes the Ruh of all kind of people including the kings, the virtuous and the evil people but never asked for permission to enter. It is only at the door of the court of the Holy Prophet-saws where the Angel of Death is also standing with

the hot sand of the desert, hammered, injured and killed and left without food and drink for days and weeks. There seems to be no kind of torture which hasn't been put onto them during the thirteen years in Makkah before HijrahBut they never let the love and honour of the Holy Prophet-saws down at any cost. They had to get separated from families,their property, their citiesand homes and left everything only to migrate to Madinah in order to keep the company and stay in the sacred court of the Holy Prophet-saws. Then the infidels attacked Madinah and they fought, got hurt and sacrificed their lives to prove their promises of obedience toward the Holy Prophet-saws. These were the same people who accompanied the Holy Prophet-saws for their entire lives. When the people from Madinah were taking oath at the hands of the Holy Prophet-saws they were asked, whether you know the consequences of taking us into your company. They replied, affirming that 'O Messenger-saws of Allah-swt! We know that inviting you-saws and accompanying you-saws is akin to inviting the whole infidel world for animosity, but if you-saws come into our company we shall sacrifice our lives and our wealth for keeping your-saws honour and we shall fight the whole infidel world. These were the same people whose steadfastness was proved in the battles like Badr, Uhad, Khandaq and others.

However, in the honour of the Holy Prophet-saws, Allah-swt ordered the honourable Companions-rau as لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ [49:2] "Remember, not to raise your voices above the voice of the Holy Prophet-saws." The Holy Prophet-saws's manner of speech was such that he-saws would speak in very polite and gentle voice, but it was one of his-saws miracles that while speaking so politely, his-saws voice would reach every person present in the meeting, no matter how large the gathering was. Allah-swt asked the believers not to raise their voices above the voice of the Holy Prophet-saws and if you raise your voices above the voice of the Holy Prophet-saws, اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ [49:2]"lest all of your good deeds become vain", all of your sacrifices, your love, your worships, everything that you have sacrificed in Allah-swt's path will be termed as null, and وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ [49:2]"and you won't even perceive." Some scholars have translated this verse in a way that, "even if your voice was raised subconsciously above the voice of the Holy Prophet-saws; your deeds will become vain" and turning all the good deeds into vain means that such a person has invited Allah-swt's Wrath upon himself. Therefore, if we see this Commandment from the court of Allah-swt regarding the respect and honour of the court of the Holy Prophet-saws into our own situation we shall see that we are in violation of a very sensitive order from Allah-swt.

The place from where I am delivering you this speech is a very respectable position and a place of responsibility, and I feel myself responsible that I always keep the

Anointment of the Universal Mercy-saws
Translated Speech of His Eminence
Hazrat Ameer Muhammad Akram Awan
Shaikh Silsilah Naqshbandiah Owaisiah
Dar-ul-Irfan, Munara Dated: February 18th, 2011

What is the criterion for someone to be a Companion-rau? Someone who has been blessed to accept Islam and to have the blessed company of the Holy Prophet-saws or even a single sight of the Holy Prophet-saws or likewise is called a Companion-rau and such is the exalted status of a Companion-rau that even if somebody follow the righteousness and piety for whole life or even if someone reaches the heights of Wilayah, still nobody can equal the status of a Companion-rau. Aulia' are very respected and exalted personalities among the Muslim Ummah, and even their graves are respected in honour of their exalted status but even if the eminence of all the Aulia' is summed up; it cannot equal the eminence of the dust on the shoes of a Companion-rau. Even more, if all the people on the face of the earth become Aulia' still they cannot equal a Companion-rau in nearness and in righteousness towards Allah-swt.

Such is the eminence of the Prophethood of the Holy Prophet-saws, where countless were blessed with the status of Companionship, others became Taba'een or Taba' Taba'een and in the rest of the Ummah countless Aulia' and pious believers were raised and still others would come till the end of times. These all blessings are solely related to the anointment of the Holy Prophet-saws and this signifies the importance of the moments when he-saws was appointed as the last Prophet-saws. These blessings are referred to in the Holy Quran in these verses as لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ "Allah-swt has indeed granted the greatest favour to the believers when He-swt raised the Holy Prophet-saws amongst them", and to fathom the greatness of this blessing, the prerequisite is an enlightened heart with Allah-swt's Zikr, an illuminated body, a mind that is filled with the Cognition of Allah-swt and thoughts and emotions purified with His-swt love and affection towards the Holy Prophet-saws, otherwise these blessings could not be comprehended. This court is not the court of a kind where the infidels and non-believers perform the adoration of their idols by making processions, blowing firecrackers and rising disrespectful slogans of love and affection. This is a court where a very minor disrespect can shatter all the worships of a lifetime.

The people who endured the awful hardships only to keep the honour and love of the Holy Prophet-saws were great people. They withstood the punishments and tortures by the people of Makkah for thirteen years. They were scorched with burning coal and red hot iron, thrown on

have studied the ABC of Manazara from him.'

Under Hazrat Ji rua's tutelage Maulana Nazeer Ahmad Makhdoom faced the Shi'a Manazara debaters Khadim Bokhari, Tajjudin Haideri, and Ismail Gojarwi at various occasions in Chakwal and Alipur Chattah. He would refer the objections presented during a Manazara to Hazrat Ji rua, who would take time out between Asr and Maghrib prayers for a special sitting with him. Hazrat Ji rua would answer every question, quoting references from books, without even opening them. It seemed as if a torrent of wisdom and knowledge was smashing against its banks, scattering beneficence and blessings. In one such sitting Makhdoom Sahib asked Hazrat Ji rua a question. 'This Holy Hadees is present in the Bukhari Sharif and (Sihah Sittah). Our Holy Prophet saws during his last illness, just before he departed from this world ordered:

"Tell Abu Bakr-rau to lead the people in Salah."

Hazrat Ayesha-rau who was with him, pleaded, 'Abu Bakr-rua is a soft-hearted man, when he stands in your place, he will start crying due to grief and will be unable to lead the others in Salah.'

The Holy Prophet saws repeated his order and again the same petition was presented. He saws repeated his order a third time and added (to his wives), 'You are like the female companions of the Prophet Yousuf-as. Order Abu Bakr-rua to lead the prayer!'

Finally Hazrat Abu Bakr-rua advanced to lead the Salah.

The Mufassirin (Commentators) have given various reasons for this metaphor (allegory) in this Hadees. Please explain the reason why the Holy wives (of the Holy Prophet saws) were compared to the women of Egypt'.

Hazrat Ji-rua smiled and replied, 'Son, even I couldn't understand it. One day, I requested Rasool-e Akram saws to explain the meaning to me.

He saws replied: 'Hazrat Yousuf-as was pestered by the women of Egypt. Had he agreed to their demands, he would have committed a grave sin and at the same time would been guilty of Allah swt's disobedience. In the same way, had I listened (to my wives) and put someone else instead of Abu Bakr Siddiq-rua as the leader of prayer, I too, would have committed a sin and would also have been guilty of disobeying Allah-swt.' After saying this Hazrat Ji-rua recited these verses from the Holy Quran: Nor does he saws say aught of his own desire. It is no less than inspiration sent down to him. (Al Najm V 3-4) What can be said about the good fortune of those pupils who received learning from a teacher who was also guided through the Owaisi way by the Holy Prophet saws himself! In the history of Tasawwuf such personalities are extremely rare. Shah Wali Allah rua's saying is a proven fact that he learnt the Holy Quran directly from the Holy Prophet saws.

In the same way, this distinction of our Hazrat Ji-rua is very special indeed, that he received guidance directly from the Holy Prophet saws through the Owaisi way, to clear the ambiguity concerning this Hadees.

'Such is the Grace of Allah, which He will bestow on whom He pleases.' (Surah Al Ma'aidah v.57)

Hayat-e-Javidan Chapter 11

A Life Eternal (Translation)

Hazrat Ji-rua's Debating Era

On the days when the educative /instructive workshops were in session, he would reside for long periods in Chokera and instruct the Muballigheen (preachers) in the art of Manazaray. Apart from the instructive workshops at Dar ul Muballigheen, training the Ulama at Chakrala would also continue. Although Hazrat Ji rua 's meagre resources could hardly meet the food and lodging expenses of the Ulama, even then there was a constant stream of Ulama to and from Chakrala.

After 1960, instead of participating himself in Manazaray, Hazrat Ji rua would instruct and guide the participants. These gentlemen would present themselves before Hazrat Ji rua at Chakrala before a Manazara and receive guidance on various arguments and reasoning relating to the topic, most of which were derived from antique Shi'a books that were not available at ordinary bookshops or libraries. Hazrat Ji rua's library was a famous source of unique and antique Shi'a books, from where the Ulama and speakers would come to do research and at the same time to remove their ambiguities.

In 1976 while mentioning his activities in Chakrala, Hazrat Ji-rua wrote in a letter, 'I have started (teaching) the translation and commentary of the Holy Quran. I propound proofs and reasons against the Shi'a. More Ulama have come here to study Manazara techniques against the Shi'a than against the Mirzais (followers of Mirza Ghulam Ahmad).'

This state of affairs continued to the end of Hazrat Ji rua's pure and noble life.

In another document in 1980, he wrote, 'For purposes of learning, all the Ulama from Rawalpindi who have any connection with me, came as a delegation to request me to give them some time in (the month of) Sha'ban and teach them about the Shi'a beliefs and their distortion (transposition) of words of the Holy Quran in the manner of Manazara debating. I replied that my memory is not as keen as before and neither is my eyesight, and the (conventional) Maulvis require just two sermons (to live off their profession). Therefore, I shall not train anyone in Manazara speaking. They jointly promised to present 80 scholars and legists, as students, to me. I shall reside with the Jama'at at night. During the day I will give the Ulama specific and limited time. (Manazir) Maulana Nazeer Ahmed will also accompany. Whoever wants to learn (is welcome). I believe Maulana Muhammad Fateh and Professor Abdul Razzaq will also be along.'

The training of these Ulama was arranged by the late Maulana Riaz Ahmed Ashrafi, who wrote a column in the daily Jang, advising readers about their various religious queries.

The famous debaters, Maulana Abdus Sattar Taunsvi and Maulana Nazeer Ahmad Makhdoom were also trained by Hazrat Ji rua.On request from the Ahbab of the Silsilah in 1981,Maulana Taunsvi attended a Zikr session in Multan and proudly proclaimed, Do not consider only yourselves to be his (Hazrat Ji rua's) students, I too

Ramzan Ul Mubarak 1432

August 2011

ماہنامہ

المرشد

اللہ
رسول
محمد

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

He indeed has attained bliss who has cleansed himself. And who remembers the names of his Rabb. And then prays.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى
نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ

(سنن الترمذی، باب ماجاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون)

Narrated by Hazrat Abu Huraira (R.A.U) that the Prophet (S.A.W.S) said that a gathering where a person did not remember Allah and did not send salutations upon the Prophet (S.A.W.S); that time, place and activity will become a curse for him. It is upto Allah whether He punishes him or forgives him.

The barrier of slavery stands between you and the noble companions, between you and your Prophet (S.A.W), between you and your deen. If you can, then break this barrier of the West. If you want change, then change this colonial system.

Hazrat Sheikh ul Mukaram
Ameer Muhammad Akram Awan MZA

MONTHLY AL-MURSHID PS/CPL #15

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ اپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ اپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور اپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا اپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255